جلد ۲۹ | ۲۳ شہادت ۱۳۲۰ ہش | ۲۵ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ | ۲۳ اپریل ۱۹۴۱ء | نمبر ۹۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ

۱۸ ماہ شہادت ۱۳۲۰ ہش مطابق ۱۸ اپریل ۱۹۴۱ء

مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

دُعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ آنے والی ہولناک تباہی سے دُنیا کو بچالے

سب سے پہلے میں دوستوں کو پھر اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ زمانہ نہایت ہی نازک ہے۔ اور ہزاروں آدمیوں کی جانیں روزانہ ضائع جا رہی ہیں عقلمند وُہ ہوتا ہے۔ جو دوسروں کی حالتوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے۔ وُہ شخص عقلمند نہیں ہوتا۔ جو اس دن کا انتظار کرے۔ جب مصیبت خود اس کو گھیر لے کئی لوگ

دُوسروں کی مصیبتوں پر ہنسی

اڑاتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا عذاب خود انہیں پکڑ لیتا ہے۔ تب وُہ روتے اور پیٹنے لگتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور گریہ وزاری کرنے لگ جاتے ہیں۔ مگر ان کی اس وقت کی دُعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے فرشتے کہتے ہیں۔ کہ جب دوسرے مر رہے تھے۔ اس وقت تو تم خوش تھے۔ اور جب اپنے اوپر موت آنے لگی ہے۔ تو رونے لگ گئے ہو۔ کیا وُہ لوگ

خدا تعالیٰ کے بندے

نہیں تھے۔ پس ہرگز اس شخص کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ جو دوسرے کی موت پر خوش ہوتا۔ یا اس کی پروا نہیں کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسے ہی لوگوں کے متعلق ایک واقعہ سنایا کرتے تھے فرماتے تھے۔ ایک دفعہ کہیں ہیضہ پڑا۔ لوگ مرے اور بے تحاشا مرتے چلے گئے۔ جب کسی شخص کا جنازہ آتا۔ اور لوگ نماز جنازہ کے لئے اکٹھے ہوتے۔ تو ایک شخص صفوں میں کودتا پھرتا۔ اور کہتا کہ لوگ بس کھاتے ہیں۔ اور کھاتے چلے جاتے ہیں۔ ذرا پرہیز نہیں کرتے۔ ہمیں دیکھو۔ ہم تو بس ایک پھلکا کھاتے ہیں۔ مگر لوگ ہیں۔ کہ کھانے بیٹھتے ہیں تو ٹھونستے چلے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہیضہ سے مر جاتے ہیں۔ اب بجائے اس کے کہ اُس کے دل میں جنازہ کو دیکھ کر خشیت پیدا ہوتی۔ یا بجائے اس کے کہ اُس کے دل میں مرنے والے کے اعزاء و اقربا کے متعلق ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے۔ اور اسے خیال آتا۔ کہ مجھے اس کے بیٹوں بھائیوں یا دوسرے رشتہ داروں کی دلجوئی کرنی چاہیئے۔ وُہ اور زیادہ اُن کے زخموں پر نمک پاشی کرتا اور کہتا کہ یہ بڑا کھاؤ۔ پیو۔ اور بدپرہیز ہوگا تبھی ہیضہ سے ہلاک ہوا۔ آخر جس شخص کی لاش پڑی ہوئی ہوتی۔ لازماً جنازہ میں زیادہ تر اُسی کے رشتہ دار ہوتے ہوں گے۔ انہیں کیسی تکلیف ہوتی ہوگی۔ کہ ایک تو ہمارے ہاں موت ہو گئی۔ اور دُوسرے ہمیں یہ سننا پڑا۔ کہ وُہ بڑا لالچی۔ حریص۔ اور کھاؤ پیو تھا۔ آخر کچھ دنوں کے بعد ایک لاش آئی۔ اور جنازہ کے لئے لوگ جمع ہوئے۔ کسی نے پوچھا۔ کہ یہ کس کا جنازہ ہے۔ انہی لوگوں میں ایک دل جلا بھی بیٹھا تھا۔ وُہ کہنے لگا۔ یہ اُس ایک پھلکا کھانے والے کا جنازہ ہے۔ تو جس قسم کا فقرہ کوئی شخص دوسروں کی مصیبت کے وقت استعمال کرتا ہے۔ ویسا ہی فقرہ خدا تعالیٰ کے فرشتے اس کے لئے اس وقت استعمال کرتے ہیں۔ جب وُہ خود کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے۔ پھر وہ لوگ جو دوسروں کی مصیبت پر خوش ہوتے ہیں خود ان کی اپنی حالت یہ ہوتی ہے۔ کہ جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے۔ تو وہ حد سے زیادہ اس مصیبت پر شور مچانے اور چیخنے۔ چلّانے لگ جاتے ہیں۔ ایک

بے درد اور ظالم انسان

جب دوسروں کے متعلق یہ سُنکر کہ وُہ لڑائی میں تباہ اور برباد ہو رہے ہیں۔ خوش ہوتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ خوب ہُوا۔ اس کا اپنا بیٹا جب پیٹ درد سے بیمار ہوتا ہے۔ تو سارے محلّہ کو وُہ اپنے سر پر اٹھا لیتا ہے اور کہتا ہے۔ ہائے مَیں مر گیا۔

میرے بیٹے کے پیٹ میں درد ہے۔ جو اچھا ہونے میں نہیں آتا۔ اب کیا تم سمجھتے ہو کہ خدا تعالےٰ کے فرشتے ایسے شخص کی فریاد خدا تعالےٰ تک پہونچا کر اس کی سفارش کرتے ہونگے۔ اور کہتے ہوں گے کہ اس کے بچے کا پیٹ درد دور ہو جائے وہ تو اس پر لعنتیں ڈالیں گے۔ کہ بدبخت تو نے دوسروں کی موت کو تو بے حقیقت سمجھا۔ اور اپنے بیٹے کے پیٹ درد پر شور مچاتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کی طرف سے بھی اس پر برکت نہیں۔ بلکہ لعنت نازل ہوگی۔ کیونکہ وہ دوسروں کی تکالیف سے تو متاثر نہ ہوا۔ اور اپنی معمولی سی تکلیف نے بھی اسے بے چین بنا دیا۔

پس مومن کو ہمیشہ

اپنے اندر خشیت اللہ پیدا کرنی چاہیئے

اور جب دُنیا میں آفات آئیں۔ تو ان سے ڈر جانا چاہیئے۔ ہم میں سے کون ہے، جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خدا تعالےٰ کے عذابوں سے محفوظ ہو۔ اور ہم میں سے کون ہے جو اللہ تعالےٰ کے فضلوں کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح وارث ہو۔ ہم تو عشر عشیر کیا ہزارویں بلکہ لاکھویں حصہ کے برابر بھی اللہ تعالےٰ کے ان فضلوں کے وارث نہیں ہو سکتے جن فضلوں کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وارث ہیں۔ اور نہ ہم عذابوں سے اس طرح محفوظ ہیں۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم محفوظ تھے۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان دیکھو۔ جب بادل آتے بجلی چمکتی اور بادل گرجتے تو آپ گھبرا کر کبھی اپنے کمرہ کے اندر تشریف لے جاتے۔ اور کبھی باہر نکلتے۔ ایک دفعہ کسی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ یہ آپ کیا کرتے ہیں۔ کہ بادل آنے پر آپ گھبرا کر کبھی کمرہ کے اندر تشریف لے جاتے ہیں۔ اور کبھی باہر آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسے ہی بادلوں سے کبھی کبھی

خدا تعالےٰ کا غضب

نازل ہوتا ہے۔ غور کرو کتنی بڑی خشیت الٰہی ہے۔ جو آپ کے قلب میں تھی۔ حالانکہ آپ خدا تعالےٰ کے نبی تھے۔ اور دوسروں کو اللہ تعالےٰ کے عذابوں سے ڈرانے آئے تھے۔ اگر بالفرض عذاب نازل بھی ہوتا۔ تو وہ دوسروں کے لئے عذاب ہوتا آپ کے لئے نہیں۔ مگر وہ جن پر عذاب نازل ہو سکتا تھا۔ وہ تو اپنے گھروں میں مطمئن بیٹھے رہتے تھے۔ اور وہ جس کی تائید کے لئے غضب الٰہی نازل ہوتا تھا۔ وہ گھبرا کر کبھی اندر جاتا۔ اور کبھی باہر آتا۔ اور اس وقت تک گھبراہٹ دور نہ ہوتی۔ جب تک، بادل برس نہ جاتا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے فضلوں کی محبت آپ میں ایسی بڑھی ہوئی تھی۔ کہ ایک دفعہ بادل کچھ عرصہ تک رکے رہے۔ اور بارش نہ ہوئی۔ کچھ مدت کے بعد ایک دن آسمان پر بادل چھایا۔ کڑکا ہوا اور بارش کا ایک چھینٹا پڑا۔ آپ صحن میں تشریف لائے۔ اور اپنی زبان نکال کر اس پر بارش کا چھینٹا لیا۔ اور فرمایا۔ کہ یہ میرے رب کا تازہ فضل ہے۔ یہ ہے

مومن کی علامت

جس کے نتیجہ میں خدا کا فضل نازل ہوتا اور انسان اس کے غضب سے بچ جاتا ہے۔ مگر وہ شخص جو اللہ تعالےٰ کے بڑے بڑے فضلوں کی کوئی قدر نہیں کرتا۔ جو ان کے بیسیوں سالوں کی اتنی بھی قیمت نہیں سمجھتا جتنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارش کے ایک قطرہ کی قیمت سمجھی۔ اسے

اللہ تعالیٰ کے غضب سے ڈرنا چاہیئے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بادل کی ایک کڑک سے خوف زدہ ہو جاتے تھے۔ اور خیال کرتے تھے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کہ اس کڑک کے پیچھے اللہ تعالےٰ کا کوئی غضب مخفی ہو۔ مگر تم وہ ہو کہ تمہاری آنکھوں کے سامنے ہزاروں لوگ ہلاک ہو رہے ہیں۔ ہزاروں شہر برباد ہو رہے ہیں۔ ہزاروں جانیں ضائع جا رہی ہیں۔ بڑی خوفناک تباہی اور بربادی ہے جو دُنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ مگر تمہیں اس کی ذرہ بھی پروا نہیں۔ اور تم اس دن کا انتظار کر رہے ہو۔ جب تمہارے شہروں پر بم گریں۔ تمہارے گھر برباد ہوں۔ تمہارے بیٹے ہلاک ہوں اور تم خود اپنی آنکھ سے ان نظاروں کو دیکھو۔ پس یہ دن بڑی تباہی اور بربادی کے ہیں۔ اور ان میں بڑی خشیت اور بڑی انابت سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ مومن کو یہ ہرگز نہیں دیکھنا چاہیئے کہ یہ بلا اس پر نہیں بلکہ دوسروں پر وارد ہے۔ کیا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بادل دیکھ کر گھبراہٹ اس لئے ظاہر کی تھی۔ کہ آپ نعوذ باللہ ڈرتے تھے۔ کہ کہیں خدا تعالےٰ کا عذاب مجھ پر نازل نہ ہو جائے۔ آپ جانتے تھے۔ کہ عذاب اگر نازل ہوگا۔ تو دوسروں پر ہی ہوگا۔ مگر آپ یہ بھی جانتے تھے۔ کہ میں بھی اسی دنیا میں ہوں۔ جس میں میرے دوسرے بھائی ہیں۔ اس لئے آپ گھبراتے تھے۔ اور

اضطراب کے عالم میں

کبھی کمرہ کے اندر تشریف لے جاتے تھے۔ اور کبھی باہر آتے تھے۔ پھر ہم جو آپ کے متبعین ہیں، کیا اتنے بڑے غضب کے نازل ہونے پر جو فی الواقع نازل ہو چکا ہے، اور بڑھتا چلا جا رہا ہے خوش ہو سکتے ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں۔ کہ ہمیں اس کی کیا پروا ہے۔ یہ عذاب دوسروں پر ہے ہم پر تو نہیں۔ کیا جس گھر میں آگ لگی ہوئی ہو اس کا ساکن اس بات پر خوش ہو سکتا ہے۔ کہ آگ ابھی فلاں کمرہ میں ہے فلاں کمرہ میں نہیں۔ پھر ہم کس طرح مطمئن ہو سکتے ہیں۔ جبکہ ہم یہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ

دُنیا کے ایک حصہ پر ایسا غضب

نازل ہو رہا ہے۔ جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ اس عذاب کی بالکل وہی کیفیت ہے جو قرآن کریم نے اس جگہ بیان فرمائی ہے۔ جہاں عیسائیوں کے مائدہ مانگنے کا ذکر ہے۔ وہاں اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ اگر ان لوگوں نے میرے مائدہ کی ناقدری کی تو میں ان پر ایسا عذاب نازل کروں گا۔ جس کی

مثال روئے زمین پر

اس سے پہلے کبھی نظر نہ آئی ہوگی۔ یہ عذاب آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اور دُنیا اس بات کا اقرار کر رہی ہے۔ کہ اس سے پہلے دُنیا پر اتنی بڑی تباہی کبھی نہیں آئی۔

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۱ شہادت ۱۳۲۰ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز آج ساڑھے پانچ بجے صبح بذریعہ کار لاہور تشریف لے گئے۔ جہاں سے بذریعہ گاڑی سندھ تشریف لے جائیں گے۔ سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضور کے ہمراہ ہیں۔ جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے بطور پرائیویٹ سیکرٹری گئے ہیں۔ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب۔ اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بھی ساتھ ہیں۔ حضور نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کو مقامی جماعت کا امیر مقرر فرمایا تا اطلاع ثانی حضور کا پتہ حسب ذیل ہوگا۔

معرفت پوسٹ ماسٹر صاحب کنجیجی۔ جے ریلوے ضلع تھرپارکر سندھ

ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز چار ماہ کی رخصت پر ہیں۔

نظارت دعوۃ وتبلیغ کی طرف سے مولوی محمد حسین صاحب کو قادر آباد درائے پور ضلع سیالکوٹ اور مولوی محمد احمد صاحب کو پھالیہ ضلع گجرات بھیجا گیا ہے۔

قرآن کریم کی صداقت

کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ وُہی الفاظ جو قرآن کریم نے استعمال کئے ہیں۔ آج عیسائی قریبًا روزانہ استعمال کرتے۔ اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ دُنیا پر وُہ عذاب نازل ہے جس کی نظیر تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے اور یہ ایک بار نہیں۔ دو بار نہیں۔ تین بار نہیں۔ ہزاروں بار اعتراف کیا جا چکا ہے پھر صرف آسٹریلیا میں نہیں۔ صرف امریکہ میں نہیں۔ صرف کینیڈا میں نہیں۔ بلکہ ہر ملک میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ آج زمین پر خدا تعالیٰ کا وُہ قہر اُترا ہوا ہے۔ اور وُہ تباہی اور بربادی ہو رہی ہے۔ جس کی مثال نہیں ملتی ؛

پس ایسے موقعہ پر بہت دُعاؤں کی ضرورت ہے۔ اور

اگلے چھ ماہ نہایت خطرناک ہیں

اگر دُنیا اگلے چھ ماہ کی ہولناک تباہی سے بچ جائے۔ تو سمجھ لو۔ کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ایسا کرم فرمایا۔ کہ جس کی کوئی نظیر نہیں۔ جس طرح اس عذاب کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی۔ اسی طرح اگر اگلے چھ ماہ خیریت سے گزر جائیں تو اللہ تعالیٰ کے اس کرم کی بھی پہلے کوئی مثال نہیں ملے گی۔ کیونکہ اتنے بڑے غضب کے بعد دُنیا کو بچا لینا اسی رحیم کریم خدا کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ کسی انسان کی طاقت میں یہ بات نہیں۔ کہ وُہ اس عذاب کو دُور کر سکے ؛

پس دُعائیں کرو۔ اور بہت دُعائیں کرو۔ تا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے تم وارث بنو۔ اور اس بات کو اچھی طرح یاد رکھو۔ کہ جو شخص

دُوسروں پر رحم

کرتا ہے۔ اُس پر بھی رحم کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص دوسروں کی طرف سے اپنے دل کو سخت کر لیتا ہے اس کی طرف سے بھی خدا اور اس کے فرشتے اپنے دل کو سخت کر لیتے ہیں ؛

خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والا کوئی اور ہو سکتا ہے ؛

پس ان کی اس حُسن ظنی کو دیکھو۔ ان کے اس اعتماد کو دیکھو۔ اُن کے اس یقین کو دیکھو۔ اور اپنے میں سے بعض کے اس ظالمانہ فعل کو دیکھو۔ کہ جب ہزاروں ہزار میل دُور ایک شخص اپنی حفاظت کا ذریعہ ان کی دُعاؤں کو سمجھ رہا ہے تو وُہ ایسے افعال کر رہے ہوں۔ جو ان کی

پُوری بے دردی اور ظالمانہ رویّہ

کو ظاہر کرنے والے ہوں۔ آج کل تو ہمارے دلوں میں ایک لمحہ کے لئے بھی چین نہیں ہونا چاہیئے۔ اور ہر وقت دُعائیں ہماری زبان پر جاری رہنی چاہئیں

کُجا یہ کہ ہم ہلاک ہونے والوں کی ہلاکت کی خبریں مزے لے لے کر پڑھیں اور اپنی مجلسوں میں کہیں۔ کہ خُوب ہُوا۔

میری اپنی یہ حالت ہے

کہ جب مَیں رات کو لیٹتا ہوں۔ تو میرا دل دھڑکنے لگ جاتا ہے۔ اور گھنٹوں میری نیند اڑ جاتی ہے۔ اور میں دُعائیں کرنے لگ جاتا ہوں۔ مگر باوجود ان دُعاؤں کے میرا دل تسلّی نہیں پاتا۔ کہ میں خدا کے حضور سرخرو ہو گیا ہوں۔ اور مجھے کبھی اطمینان نہیں ہُوا۔ کہ اس خطرہ اور مصیبت میں مبتلا بھائیوں کے لئے میں نے ویسی ہی دُعائیں کی ہیں۔ جیسی مجھ سے امید کی جا سکتی تھی ؛

موجودہ خطرناک جنگ میں شامل ہونے والے احمدیوں کے لئے دُعائیں کی جائیں

اس کے بعد میں اس امر کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہُوں کہ جیسا کہ مجلس شوریٰ کے موقعہ پر میں نے بیان کیا تھا۔ اس جنگ میں ہماری جماعت کے بھی بہت سے دوست شامل ہیں۔ میں ابھی جمعہ کے لئے آ رہا تھا۔ کہ مجھے ایک احمدی دوست کا جو اسی جنگ میں ایک مقام پر گیا ہُوا ہے۔ تار ملا۔ کہ میرے لئے دُعا کی جائے۔ مجھے اُس تار کو پڑھ کر خیال آیا۔ کہ ہمارے وُہ احمدی بھائی جو ہزاروں ہزار میل دُور اس خطرناک جنگ میں شامل ہیں۔ کس طرح یہ امیدیں باندھے ہُوئے ہوں گے۔ کہ رات اور دن ان کی

کامیابی کے لئے دُعائیں

کی جاتی ہوں گی۔ مگر تم۔ ہاں تم اپنے دلوں میں غور کرو۔ کہ کیا تم ان کی امیدوں کو پُورا کر رہے ہو۔ کیا تم ان کی حُسن ظنیوں کو پُورا کر رہے ہو۔ اور کیا تم واقعی اُن کے لئے دن اور رات ایک اضطراب کے عالم میں دُعائیں مانگتے رہتے ہو۔ وُہ اُن مقامات پر ہیں۔ جہاں چاروں طرف بم برس رہے ہیں۔ جہاں ہزاروں آدمی ایک ایک دن میں ہلاک ہو رہے ہیں۔ اور جہاں بعض دفعہ ایک ایک بم ایسا گرتا ہے کہ وُہ چھپر چھپر اور سَو سَو گز زمین کو اڑا کر لے جاتا ہے۔ ایسے

خطرہ کے مقام پر

گیا ہُوا ہر احمدی تم میں سے ہر شخص کے متعلق یہ امید رکھتا ہے۔ کہ تم قادیان میں بیٹھے ہُوئے اس کے متعلق دُعائیں کر رہے ہو گے۔ پھر کیسا بدقسمت ہے وُہ انسان کہ جس کے اپنے بھائی جنگ میں شامل ہوں۔ اور پھر بھی وُہ لوگوں کی موت پر خوش ہو۔ پھر بھی وُہ اُس بربادی پر ہنسے۔ اور پھر بھی یہ کہتے ہُوئے اسے شرم نہ آئے۔ کہ خوب مزا آیا۔ کیا ایسے شخص سے زیادہ سنگدل، اور قسی القلب کوئی اور انسان ہو سکتا ہے۔ اور کیا اس سے بھی زیادہ

نماز باجماعت پڑھنے کی تاکید

اس کے بعد میں ایک اور شکایت کی طرف توجہ کرتا ہُوں۔ جو آج ہی میرے سامنے پیش ہُوئی ہے۔ اور وُہ یہ کہ محلہ مسجد فضل میں بالعموم لوگ

نماز باجماعت کے تارک

ہیں۔ (یہ محلہ دار الفضل نہیں۔ بلکہ وُہ محلہ ہے۔ جسے مقامی لوگ ارائیوں کا محلّہ کہتے ہیں) اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ تم نماز میں کیوں شامل نہیں ہوتے۔ تو کوئی کہتا ہے۔ کہ میری فلاں سے لڑائی ہے۔ کوئی کہتا ہے مجھے فلاں نے کھانے کی پرچی نہیں دی تھی۔ غرض کوئی کسی وجہ سے اور کوئی کسی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتا۔ اگر یہ شکایت صحیح ہے تو مجھے مسجد فضل کے حلقہ کے احمدیوں پر نہایت ہی تعجب ہے۔ نماز اور پھر باجماعت نماز اللہ تعالیٰ کے

خاص فضلوں میں سے ایک فضل

ہے۔ اور اُس نے اپنے بندوں پر یہ بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کہ انہیں پانچ وقت اپنے حضور حاضر ہونے کا شرف بخشا ہے۔ ان پانچ وقتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے دُعاؤں کی قبولیت کا موقعہ بہم پہونچایا ہے۔ اور اس حضوری کا مقام اس نے مسجد کو قرار دیا ہے۔ پس سوائے بیمار اور معذور کے ہر وُہ شخص جو نماز کے لئے مسجد میں حاضر نہیں ہوتا۔ وُہ گویا خدا کے حضور حاضر نہیں ہوتا۔ آخر خدا کوئی مادی۔ یا جسمانی چیز تو ہے نہیں۔ کہ تم یہ خیال کر لو۔ کہ ہم اس جسمانی چیز کے پاس جس وقت چاہیں گے۔ پہونچ جائیں گے۔ وُہ ہمیشہ اپنی صفات کے ظہُور سے ہی نظر آتا ہے۔ اور وُہ یوں تو اپنی قدرت سے ہر جگہ ہے۔ اور کوئی مقام ایسا نہیں جہاں خدا تعالیٰ کی قدرت کا اظہار نہ ہو۔ مگر اس کا ہر جگہ ہونا ہمارے لئے کار آمد نہیں ہو سکتا۔ جب تک ہم اُس جگہ نہ جائیں۔ جہاں اس نے حاضر ہونے کا حکم دیا ہُوا ہے۔

پس جب تک انسان اس جگہ حاضر نہ ہو۔ جس جگہ کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہ کہا ہے۔ کہ میں وہاں اپنا جلوہ دکھاؤں گا۔ اس وقت تک وُہ

خدا تعالیٰ کے جلوے

کو دیکھ نہیں سکتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ

نے ہی یہ فرمایا ہے۔ کہ وُہ

اپنا جلوہ فرض نمازوں میں مسجد میں ظاہر کرتا ہے

اور گو خدا تعالےٰ ہر جگہ ہے۔ مگر اس کا یہ فرمانا ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی بادشاہ کہہ دے۔ کہ فلاں مقام پر سب لوگ جمع ہو جائیں۔ میں وہاں آؤں گا۔ اب اگر کوئی شخص اس جگہ نہ جائے۔ اور کہیں اور چلا جائے۔ اور یہ خیال کرے کہ میں بادشاہ سے ملاقات کرلوں گا تو وہ حماقت کا ارتکاب کرے گا۔ اسی طرح جب خدا تعالےٰ نے یہ فرمادیا ہے کہ میں صبح کی نماز کے وقت مسجد میں ہر ایک کو اپنا جلوہ دکھاؤں گا۔ سوائے بیمار اور معذور کے اور جب خدا تعالےٰ نے یہ فرمادیا ہے۔ کہ میں ظہر کی نماز کے وقت مسجد میں ہر ایک کو اپنا جلوہ دکھاؤنگا سوائے بیمار اور معذور کے۔ اور جب خدا تعالےٰ نے یہ فرمادیا ہے۔ کہ میں عصر کی نماز کے وقت مسجد میں ہر ایک کو اپنا جلوہ دکھاؤں گا۔ سوائے بیمار اور معذور کے۔ اور جب خدا تعالےٰ نے یہ فرمادیا ہے۔ کہ میں مغرب کی نماز کے وقت مسجد میں ہر ایک کو اپنا جلوہ دکھاؤنگا سوائے بیمار اور معذور کے۔ اور جب خدا تعالےٰ نے یہ فرمادیا ہے۔ کہ میں عشاء کی نماز کے وقت مسجد میں ہر ایک کو اپنا جلوہ دکھاؤں گا سوائے بیمار اور معذور کے۔ تو اب جو شخص صبح کی نماز کے وقت چاہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس کے گھر پر جلوہ دکھائے۔ سوائے اس کے کہ وہ بیمار اور معذور ہو۔ وہ

خدا تعالیٰ کا جلوہ دیکھنے سے محروم

رہے گا۔ جو شخص ظہر کی نماز کے وقت چاہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس کے گھر پر جلوہ دکھائے سوائے اس کے کہ وُہ بیمار اور معذور ہو۔ وہ خدا تعالےٰ کا جلوہ دیکھنے سے محروم رہے گا۔ جو شخص عصر کی نماز کے وقت چاہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس کے گھر پر جلوہ دکھائے سوائے اس کے کہ وہ بیمار اور معذور ہو۔ وُہ خدا تعالےٰ کا جلوہ دیکھنے سے محروم رہے گا۔ جو شخص مغرب کی نماز کے وقت چاہتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس کے گھر پر جلوہ دکھائے سوائے اس کے کہ وہ بیمار اور معذور ہو۔ وہ خدا تعالےٰ کا جلوہ دیکھنے سے محروم رہے گا۔ اور جو شخص عشا کی نماز کے وقت چاہتا ہے کہ خدا تعالےٰ اس کے گھر پر جلوہ دکھائے سوائے اس کے کہ وہ بیمار اور معذور ہو۔ وُہ خدا تعالےٰ کا جلوہ دیکھنے سے محروم رہے گا۔ پس ہر وہ صبح کی نماز جو تم نے اپنے گھر پر پڑھی۔ سوائے اس کے کہ تم بیمار تھے۔ یا معذور تھے۔ وہ نماز تم نے ضائع کردی۔ کیونکہ

نماز کے معنے خدا تعالیٰ کی ملاقات

کے ہیں۔ اور وہ تم نے نہیں کی۔ اسی طرح ہر وہ ظہر کی نماز جو تم نے گھر پر پڑھی۔ سوائے اس کے کہ تم بیمار تھے یا معذور تھے۔ تو وہ نماز تم نے ضائع کردی کیونکہ خدا تعالےٰ اس وقت مسجد میں تھا اور تم گھر پر تھے۔ یہی حال اس عصر کی نماز کا ہے۔ جو بیماری اور معذوری کے بغیر تم نے اپنے گھر پر پڑھی۔ اور یہی حال اس مغرب کی نماز کا ہے۔ جو بیماری اور معذوری کے بغیر تم نے اپنے گھر پر پڑھی اور یہی حال اس عشاء کا ہے۔ جو بیماری اور معذوری کے بغیر تم نے اپنے گھر پر پڑھی۔ اور اگر تم نے پانچوں نمازیں ہی اپنے گھر پر پڑھیں۔ تو گویا پانچوں نمازوں میں خدا تعالےٰ کی ملاقات تمہیں نصیب نہیں ہوئی۔ اور جب کہ نماز خدا کی ملاقات کے لئے ہی پڑھی جاتی ہے اور یہ ملاقات تمہیں نصیب نہیں ہوئی تو تم نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا۔ اگر تم وہی دس یا پندرہ منٹ دنیا کے کسی کام میں صرف کرلیتے۔ تو تمہیں کوئی فائدہ بھی ہو جاتا۔ مگر ان نمازوں کے پڑھنے سے تمہیں کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔ پس اگر نمازیں پڑھنی ہوں۔ اور ان سے وہ فوائد حاصل کرنے ہوں۔ جو شریعت نے نمازوں کے بیان کئے ہیں۔ تو تمہیں

نمازوں کو ان کی شرائط کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے

اور جبکہ نماز کی غرض محض خدا تعالےٰ کی ملاقات ہے۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ کوئی شخص یہ کس طرح کہہ سکتا ہے۔ کہ فلاں امام الصلوٰۃ کے ساتھ چونکہ میری لڑائی ہے۔ اس لئے میں نماز میں شامل نہیں ہوسکتا۔ یا چونکہ میری فلاں سے لڑائی ہے۔ اور وہ سیکرٹری ہے۔ اس لئے میں نماز میں شامل نہیں ہوسکتا۔ یا چونکہ میری فلاں سے لڑائی ہے۔ اور وُہ پریذیڈنٹ ہے۔ اس لئے میں نماز میں شامل نہیں ہوسکتا۔ یا چونکہ میری فلاں سے لڑائی ہے۔ اور وُہ قاضی یا محتسب ہے۔ اس لئے میں نماز میں شامل نہیں ہوسکتا۔ آخر میں یہ تو خیال نہیں کرسکتا۔ کہ یہ تمام لڑائیاں امام الصلوٰۃ کے ساتھ ہی ہیں۔ لازماً کسی کی لڑائی امام الصلوٰۃ کے ساتھ ہوگی۔ کسی کی قاضی کے ساتھ۔ کسی کی سیکرٹری کے ساتھ۔ کسی کی پریذیڈنٹ کے ساتھ اور کسی کی محتسب کے ساتھ۔ یہ تو ہو نہیں سکتا۔ کہ امام ہی قاضی ہو امام ہی محتسب ہو۔ امام ہی سیکرٹری ہو۔ امام ہی پریذیڈنٹ ہو۔ اور امام ہی پرچی خوراک تقسیم کرنے والا ہو۔ اور چونکہ امام سے دشمنی ہوگئی۔ اس لئے نماز میں بھی آنا چھوڑ دیا گیا۔ لازماً لوگوں کے دلوں میں یہی شکوہ ہوگا۔ کہ چونکہ فلاں محتسب یا فلاں قاضی یا فلاں امور عامہ کا کارکن یا فلاں پرچی خوراک تقسیم کرنے والا مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے۔ اور اس سے ہماری دشمنی ہے۔ اس لئے ہم مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں جاسکتے۔ مگر کیا ایسے لوگوں سے

خدا تعالےٰ قیامت کے دن

یہ نہیں کہے گا۔ کہ اب میری جنت میں قاضی یا محتسب یا سکرٹری یا پریذیڈنٹ آنے لگا ہے۔ اور چونکہ جہاں وہ ہوں وہاں تم نہیں آسکتے۔ اس لئے تم جنت میں نہ آؤ۔ بلکہ دوزخ میں چلے جاؤ۔ پھر کیا خدا ان لوگوں کو یہ نہیں کہے گا۔ کہ فلاں صبح کی نماز کے وقت میں مسجد میں گیا مگر تم میری ملاقات کے لئے نہ آئے۔ اور اس لئے نہ آئے کہ فلاں قاضی اس مسجد میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ اور میں فلاں ظہر کی نماز کے وقت مسجد میں گیا مگر تم میری ملاقات کے لئے نہ آئے۔ کیونکہ فلاں پرچی خوراک بانٹنے والا اس مسجد میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ اور میں فلاں عصر کی نماز کے وقت مسجد میں گیا۔ مگر تم میری ملاقات کے لئے نہ آئے کیونکہ فلاں محتسب اس مسجد میں نماز پڑھا کرتا تھا۔ اور میں فلاں مغرب کی نماز کے وقت مسجد میں گیا۔ مگر تم میری ملاقات کے لئے نہ آئے۔ کیونکہ فلاں شخص جو تعلیم کا انتظام کرنے والا ہے وہ امام الصلوٰۃ تھا اور اس سے تمہاری دشمنی تھی۔ اور میں فلاں عشار کی نماز کے وقت مسجد میں گیا۔ مگر تم پھر بھی میری ملاقات کے لئے نہ آئے کیونکہ تم نے کہا کہ فلاں شخص جو امور عامہ سے تعلق رکھتا ہے مسجد میں موجود ہے۔ اور چونکہ میری اس سے دشمنی ہے۔ اس لئے میں مسجد میں نہیں جاسکتا۔ تب خدا تعالےٰ فرمائے گا اب وہی محتسب۔ وہی قاضی۔ وہی امور عامہ کا نمائندہ۔ وہی امام الصلوٰۃ اور وہی خدام الاحمدیہ کے کارکن میری جنت میں جارہے ہیں۔ اب بولو میں تمہیں کس طرح جنت میں لے جاؤں۔ اور ان لوگوں کی مجلس میں شریک کرکے تمہارا دل دکھاؤں۔ جن کی موجودگی کی وجہ سے تم

میری ملاقات کے لئے

بھی مسجد میں نہ آئے۔ اب میرے لئے سوائے اس کے کیا چارہ ہے۔ کہ میں تمہیں دوزخ میں بھیج دوں۔ جہاں تم ان لوگوں کی شکل نہ دیکھ سکو۔ مگر کیا تم اس بات کو پسند کروگے؟

پھر مجھے بتاؤ تو سہی کہ اللہ تعالےٰ نے ہم پر

کتنا عظیم الشان فضل

کیا۔ کہ اس نے محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو جو اس کا آخری شرعی رسول ہے۔ کامل کتاب اور کامل ہدایت اور کامل شریعت دے کر مبعوث کیا۔

اور اُسے مبعوث فرما کر دُنیا میں مسجدیں قائم کیں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے یہ اعلان کرا دیا۔ کہ

مسجدی اخر المساجد

یعنی میری مسجد آخری مسجد ہے۔ اور کوئی نہیں۔ جو اس کے مقابلہ میں اپنی مسجد بنا سکے اُس نے عیسےٰؑ کی بنائی ہوئی مسجد کو منسُوخ کر دیا۔ اور اس نے موسےٰؑ کی بنائی ہوئی مسجد کو منسُوخ کر دیا۔ اور اُس نے کرشنؑ کی بنائی ہُوئی مسجد کو منسُوخ کر دیا۔ اور اس نے رام چندرؑ جی کی بنائی ہُوئی مسجد کو منسُوخ کر دیا۔ اور اُس نے زرتشتؑ کی بنائی ہوئی مسجد کو منسُوخ کر دیا اور اسی طرح اس نے اُن تمام انبیاء کی مسجدوں کو منسُوخ کر دیا۔ جو آگے پیچھے آچکے ہیں۔ اور دُنیا میں یہ اعلان کرا دیا۔ کہ اب محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی بنائی ہوئی مسجد ہی قائم رہے گی ؞

پس تم بتاؤ۔ کہ کیا تم حضرت کرشنؑ سے زیادہ خدا کو پیارے ہو۔ یا کیا تم حضرت رام چندر علیہ السلام سے زیادہ خدا کو پیارے ہو۔ یا تم آدمؑ سے زیادہ خدا کو پیارے ہو۔ یا تم نوحؑ سے زیادہ خدا کے پیارے ہو۔ یا تم موسےٰؑ سے زیادہ خدا کے پیارے ہو۔ یا تم عیسےٰؑ سے زیادہ خدا کے پیارے ہو کہ خدا نے اُن کی مسجدوں کو تو منسُوخ کر دیا مگر وُہ تمہارے گھر کی بنی ہوئی مسجد کو قبول کرے گا۔ اس نے تو صاف طور پر کہہ دیا تھا۔ کہ میں محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مسجد کو ہی قبول کروں گا۔ مگر تم کہتے ہو۔ جی ہاں۔ یہ آدمؑ سے متعلق ہے۔ ہمارے متعلق نہیں۔ آدمؑ کی مسجد بے شک خدا تعالےٰ قبول نہیں کر سکتا۔ مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں ہماری مسجد کو وُہ ضرور قبول کرے گا۔ اسی طرح نوحؑ کی مسجد اس نے بے شک منسُوخ کر دی۔ مگر ان بے چاروں کی کیا حیثیت تھی۔ ان کی مسجد تو نے الواقعہ اس قابل تھی۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مسجد کے مقابلہ میں منسُوخ کر دی جاتی مگر ہماری مسجد منسُوخ نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اُس نے عیسےٰؑ کی مسجد کو منسُوخ کر دیا مگر ہماری مسجد کو منسُوخ نہیں کیا۔ اس نے موسےٰؑ کی مسجد کو منسُوخ کر دیا۔ مگر ہماری مسجد کو منسُوخ نہیں کیا۔ اس نے رام چندر کی مسجد کو منسُوخ کر دیا۔ مگر ہماری مسجد کو منسُوخ نہیں کیا۔ اس نے کرشن کی مسجد کو منسُوخ کر دیا۔ مگر ہماری مسجد کو منسُوخ نہیں کیا۔ اس نے زرتشت کی مسجد کو منسُوخ کر دیا۔ مگر ہماری مسجد کو منسُوخ نہیں کیا۔ گویا دُنیا جہان کی ساری مسجدیں محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مسجد کے آگے پھیکی پڑ گئیں۔ لیکن اس

اپنے غیرے کی مسجد

قائم ہے۔ اور یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اسی مسجد میں نماز پڑھ کر وُہ خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ گویا دوسرے الفاظ میں وُہ یہ کہتا ہے۔ کہ آدمؑ اور نوحؑ۔ اور دُوسرے انبیاء کی کیا حیثیت تھی۔ وُہ معمولی انسان تھے۔ اور ان کی بنائی ہوئی مسجدیں خدا تعالےٰ نے منسُوخ کر دیں موسےٰؑ بھی ایک مسکین بندے تھے۔ جن کی مسجد منسُوخ کر دی گئی۔ داؤدؑ اور سلیمانؑ وغیرہ بھی بے حقیقت تھے۔ جن کی مسجدیں خدا نے منسُوخ کر دیں۔ اسی طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام بھی ایک معمولی انسان تھے۔ جن کی مسجد منسُوخ کر دی گئی۔ مگر میں اتنی شان کا آدمی ہُوں۔ کہ میری مسجد کبھی منسُوخ ہی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر منسُوخ ہو جائے تو خدا کی خدائی کس طرح باقی رہے۔ اب بتاؤ۔ کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ تمہارا یہ نقطۂ نگاہ صحیح ہے۔ اور کیا تم اسے خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کر سکتے ہو۔ پھر سوچو۔ قیامت کے دن

جب محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یہ سوال کریں گے

کہ میں نے مسجدیں اس لئے بنائی تھیں تا کہ مسلمان اکٹھے ہوں۔ ان سے شکوے اور گلے دُور ہُوں۔ اور گو وُہ آپس میں جھگڑ بھی لیں۔ مگر میرے ہاتھ پر اور میرے نام پر وُہ دن رات میں پانچ دفعہ ایک مقام پر اکٹھے ہو جایا کریں۔ پھر تم کیوں مسجد والی میں نہیں آیا کرتے تھے۔ تو کیا اس سوال کے جواب میں تم یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپ ہمیں پیارے تو ہیں۔ مگر اتنے نہیں۔ کہ فلاں دُشمن کے مقابلہ میں ہم آپ کے پیار کو ترجیح دے سکتے اس کا بغض ہمارے دل میں اتنا زیادہ تھا۔ کہ ہم نے آپ کی محبت کو نظر انداز کر دیا۔ اور اس بغض کی وجہ سے مسجد میں جانا پسند نہ کیا۔ اب بتاؤ۔ کہ کیا اس جواب کے بعد محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تمہیں اپنے حوضِ کوثر پر لے جائیں گے۔ اور کیا وُہ تمہاری شفاعت کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ کیا تم کہہ سکو گے۔ کہ یا رسول اللہ فلاں عبد الرحمٰن۔ یا فلاں فضل الٰہی کا بغض ہمارے نزدیک آپ کے پیار کے مقابلہ میں بہت اہمیت رکھتا تھا۔ اور اسی وجہ سے ہم نے آپ کے پیار کو توڑ دیا اور اس کے بغض کو اختیار کر لیا۔ اب یا رسول اللہ ہماری شفاعت کیجئے۔ اور ہمیں کوثر کے انعامات میں سے حصہ دیجئے محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تو تمہیں یہی کہیں گے کہ جاؤ۔ اور اپنا حصہ ان لوگوں کے پاس تلاش کرو۔ جن کی محبت یا بغض کے مقابلہ میں تم نے میری محبت کو قربان کر دیا۔ میری محبت تو تمہارے دلوں میں اتنی ہی تھی کہ تم نے کسی عبد الرحمٰن یا کسی فضل الٰہی یا کسی رشید احمد کے مقابلہ میں اسے ٹھکرا کر رکھ دیا۔ اور جس مقام کو میں نے اجتماع کا ذریعہ قرار دیا تھا۔ اس میں آنا تم نے پسند نہ کیا پس اب تم مجھ سے کیا امید رکھتے ہو۔ آخر بتلاؤ۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی اس بات کا تم کیا جواب دو گے۔ اور کس طرح تم اللہ تعالےٰ کے حضور سرخرو ہو سکو گے۔

میں نے یہ باتیں تمہیں اتنی کثرت اور اتنے تواتر کے ساتھ بتائی ہیں۔ کہ اگر میں یہ باتیں پتھروں سے کہتا۔ تو وُہ پگھل جاتے اگر میں دریاؤں سے یہ باتیں کہتا۔ تو وُہ لرز جاتے۔ اگر میں خشک ریگستانوں سے یہ باتیں کہتا۔ تو ان کے کلیجے پھٹ جاتے مگر

تم میں سے کچھ انسان

ایسے ہیں۔ کہ ان پر میری ان باتوں کا کوئی اثر نہیں۔ میں تمہیں اپنی باتیں نہیں سُنا رہا۔ بلکہ خدا کی باتیں سُنا رہا ہوں۔ مجھے تم پر حکومت کا کوئی شوق نہیں۔ میں جو کچھ کہتا ہُوں۔ تمہاری بھلائی اور تمہارے فائدہ کے لئے کہتا ہُوں۔ آخر دُنیا میں مَیں نے مسجدیں نہیں بنائیں۔ اور نہ میں نے نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ تمام احکام خدا۔ اور اس کے رسُول کے ہیں۔ میں ان باتوں کے معاوضہ میں تم سے کوئی فیس وصول نہیں کرتا۔ کہ تم یہ کہو۔ کہ ہمیں باتیں بتا کر یہ خود فائدہ اٹھاتا ہے۔ میں خالص تمہاری بہبُودی۔ اور خیر خواہی کے لئے یہ باتیں کہتا ہُوں۔ مگر تم ہو۔ کہ سمجھتے ہو خبر نہیں۔ ان باتوں سے اسے کیا فائدہ ہو رہا ہے۔ آخر تمہارے پاس کوئی پارس نہیں۔ اور نہ میں نے کوئی پیتل کی تختیاں ہنوا کر مسجدوں میں رکھی ہوئی ہیں۔ کہ مبادا تمہیں خیال ہو۔ کہ ان تختیوں پر تم پاؤں رکھتے ہو۔ تو وُہ سونے کی بن جاتی ہیں۔ اور میں انہیں اپنے مصرف میں لے آتا ہوں۔ اگر تمہیں یقین نہ ہو۔ تو تم مسجدوں کو اچھی طرح دیکھ لو۔ وہاں کوئی پیتل کی تختیاں پڑی ہُوئی نہیں۔ کہ تمہیں یہ خیال ہو۔ کہ میں تمہیں نماز پڑھنے کی اس لئے تحریک کرتا ہُوں۔ کہ اُن تختیوں پر تمہارا پاؤں پڑنے سے وُہ پیتل سونا بن جائے گا۔ اور پھر میں اسے اٹھا کر اپنے گھر لے آؤں گا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ جو شخص مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں جاتا۔ اس کے پَیر تو اگر سونے پر بھی پڑیں گے۔ تو وُہ لوہا بن جائے گا۔ کجا یہ کہ پیتل کو وُہ سونا بنا دے۔

بھلا جس شخص کے دل میں خدا اور اس کے رسول کی محبت نہیں۔ اور جو اپنی قیمت تو زیادہ لگاتا ہے۔ مگر خدا اور اس کے رسول کے احکام کی قیمت ادنےٰ قرار دیتا ہے۔ اس کی خدا کے حضور کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ وہ تو سونے کو بھی ہاتھ لگائے گا تو پیتل بن جائے گا۔ ایسا انسان بھلا مجھے کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے اور خود اسے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ پس میں جو کچھ کہتا ہوں تمہارے فائدہ کے لئے کہتا ہوں۔ تا کہ جب تم مرو تو خدا تعالےٰ تمہیں یہ جواب نہ دے۔ کہ ان کو میرے پاس سے نکال دو۔ ان کا مقام میری جنت نہیں بلکہ دوزخ ہے۔ ورنہ تمہارے جنت میں جانے سے مجھے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ یا اگر تم دوزخ میں چلے جاؤ۔ تو اس سے مجھے کیا نقصان ہو سکتا ہے۔

ہیں تو

تمہاری بھلائی اور تمہاری خیر خواہی کے لئے

کہہ رہا ہوں۔ کہ اپنے طریق عمل پر غور کرو۔ اور خدا کے احکام کو پس پشت نہ ڈالو۔ آخر کب تک تم یہ جھگڑے چلے جائیں گے۔ کب تک تم اپنی ذاتی عداوتوں کی وجہ سے اپنی رُوح کو نقصان پہونچاتے چلے جاؤ گے۔ اور کب تم یہ سمجھو گے۔ کہ واعظ جو کچھ کہتا ہے۔ تمہارے فائدہ کے لئے کہتا ہے۔ اپنے لئے نہیں کہتا۔ اگر انسان کا خدا پر ایمان ہو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان ہو اور اس ایمان میں کسی قسم کے نفاق کی آمیزش نہ ہو۔ تو ایک دفعہ کا وعظ بھی اسے مدت العمر کے لئے کافی ہوسکتا ہے۔ مگر تم میں سے بعض ہیں کہ انہیں روزانہ خدا تعالیٰ کے احکام سنائے جاتے ہیں۔ اور پھر بھی وہ ان کی بجا آوری میں غفلت سے کام لیتے ہیں۔

پس توبہ کرو اور اگر غفلت کی وجہ سے تم نے نماز باجماعت چھوڑ رکھی ہے تو اپنی اس غفلت کو دُور کرو۔ اور اگر بیدینی کی وجہ سے تم نماز باجماعت نہیں پڑھتے تو استغفار کرو۔ تاکہ خدا تعالیٰ تمہیں اس بے دینی سے بچائے۔ مسجدوں سے تو تمہیں اتنی محبت ہونی چاہیئے۔ کہ اگر کوئی شخص تمہیں جوتیاں مار مار کر بھی مسجد سے نکالنا چاہے تو پھر بھی تم نہ نکلو۔ اور اگر کوئی سیکرٹری یا قاضی یا محتسب یا پریذیڈنٹ تمہیں دھکے دیکر بھی مسجد سے نکالنا چاہے۔ تو تم اس کے آگے ہاتھ جوڑو اور کہو۔ کہ میں

ہر ذلت برداشت کرنے کے لئے تیار

ہوں۔ مگر خدا کے لئے تم مجھے مسجد سے نہ نکالو۔ جب تم مسجدوں کے ساتھ اس رنگ میں اپنی محبت کا اظہار کرو گے۔ اور جب ہر دکھ اور ہر درد تم بخوشی برداشت کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔ مگر مسجد سے علیحدگی ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کرو گے۔ تب بے شک قیامت کے دن خدا تمہیں جنت میں داخل کرے گا۔ اور اس قاضی یا محتسب یا سیکرٹری کو اپنی جنت سے نکال دے گا۔ جس نے تمہیں مسجد سے دھکے دے کر باہر نکالا ہوگا۔ مگر وہ شخص جو کسی کے ساتھ عداوت رکھنے کی وجہ سے مسجد میں نہیں جاتا۔ وہ اپنے دشمن کے لئے تو جنت کے دروازے کھولتا ہے اور اپنے لئے دوزخ کے۔ گویا اس کا دشمن دونوں طرح فائدہ میں رہا۔ اس جہاں میں بھی اس نے اسے دکھ پہونچا لیا۔ اور اگلے جہان میں بھی جنت لے لی۔ لیکن یہ اس جہان میں بھی مسجد سے باہر رہا۔ اور اگلے جہان میں بھی خدا تعالیٰ کی جنت کا مستحق نہیں بن سکیگا۔

پس ہر وہ شخص جو دوسرے شخص کو سوائے اس کے کہ کسی فتنہ یا خونریزی یا لڑائی کا اندیشہ ہو۔ مسجد سے نکالتا ہے۔ وہ اپنے لئے

خدا تعالیٰ کی رحمت

کا دروازہ بند کرتا ہے۔ لیکن وہ شخص جو کسی کی عداوت کی وجہ سے مسجد میں نہیں جاتا۔ وہ اپنے لئے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے بند کرتا ہے۔ اور دوسرے کے لئے اس کی رحمت کے دروازے کو کھولتا ہے۔ پس میں مسجد فضل سے تعلق رکھنے والے تمام لوگوں سے کہتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اصلاح کریں۔ شکایت کرنے والے دوست نے لکھا ہے۔ کہ ہم ایسے لوگوں کے پاس واعظوں کو بھی لے گئے۔ مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں واعظوں کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ یہ تو ایسی چیز تھی کہ اگر کوئی واعظ اس سے روکتا تب بھی وہ اس کا مقابلہ کرتے۔ کجا یہ کہ واعظ کہتا۔ اور وہ اس کی بات کو ماننے سے انکار کر دیتے۔ بہرحال یہ انہی کے فائدہ کی بات ہے۔ اگر وہ اس کو سمجھ لیں گے تو خود فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اگر نہیں سمجھیں گے۔ تو یہ اس بات کا ایک ثبوت ہوگا۔ کہ ان کا احمدیت کا دعوےٰ محض جھوٹا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کی درگاہ میں ہرگز احمدی نہیں۔ میں نے دیکھا ہے جب میں کسی شخص کو کسی دینی نقص کی وجہ سے جماعت سے خارج کر دیتا ہوں تو وہ میری منتیں کرنے لگ جاتا ہے۔ اور خط پر خط آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ کہ مجھے دوبارہ جماعت میں شامل کر لیا جائے حالانکہ میرا نکالا ہوا تو ہوسکتا ہے۔ کہ خدا کے حضور جماعت میں شامل ہو۔ اور میں نے غلطی فہمی سے اسے نکال دیا ہو مگر کیسا بدقسمت ہے وہ انسان جس کا نام خدا کی درگاہ میں تو احمدیت کی لسٹ میں سے کٹا ہوا ہے۔ مگر وہ اپنے آپکو احمدی ہی سمجھتا ہے۔ پس توبہ کرو۔ اور اپنی اصلاح کرو۔ اور آج سے یہ قطعی فیصلہ کر لو۔ کہ تم نے

مسجد میں آنے سے نہیں رکنا

اگر تمہارا کوئی دشمن اس مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے۔ تو خدا کے حضور اپنی نیکیاں اسکی نیکیوں سے زیادہ کرنے کے لئے تمہیں تو چاہیئے۔ کہ اگر وہ ایک دفعہ مسجد میں نماز کے لئے آتا ہے۔ تو تم دو دفعہ آؤ۔ اگر وہ ظہر میں آتا ہے تو تم ظہر میں بھی آؤ۔ اور عصر میں بھی آؤ اور اگر وہ ظہر اور عصر میں آتا ہے۔ تو تم ظہر میں بھی آؤ۔ عصر میں بھی آؤ۔ اور مغرب میں بھی آؤ۔ اور اگر وہ ظہر عصر اور مغرب تین نمازیں مسجد میں پڑھتا ہے تو تم ظہر، عصر، مغرب اور عشاء چار نمازیں مسجد میں پڑھو۔ اور اگر وہ چار نمازیں مسجد میں پڑھتا ہے۔ تو تم پانچوں نمازیں مسجد میں پڑھو۔ اور اگر وہ پانچوں نمازیں مسجد میں پڑھتا ہے۔ تو تم تہجد بھی مسجد میں آکر پڑھا کرو۔ تا کسی طرح تم خدا کے حضور اس سے بڑھ جاؤ۔ اور خدا کے فضلوں کے اس سے زیادہ وارث بن جاؤ۔ لیکن اگر وہ تو مسجد میں آتا ہے اور تم مسجد میں نماز پڑھنا چھوڑ دو۔ تو یہ اپنے ہاتھ سے اپنا ناک کاٹ لینے والی بات ہوگی۔ اس طرح تو اس نے دنیا میں بھی تمہیں دکھ دے لیا۔ اور جنت میں بھی اپنا گھر بنا لیا۔ پس وہ جیتا یا تم جیتے۔

مسلم لیگ یا کانگرس میں شامل ہونے کا سوال

تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج ہی ایک اخبار میں میں نے پڑھا ہے۔ کہ احمدیوں کی بھی عجیب حالت ہے وہ کئی سال سے یہ سوچ رہے ہیں۔ کہ انہیں مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہیئے۔ یا کانگرس میں۔ وہ اخبار نویس لکھتے ہیں۔ جب احمدی ایک واجب الاطاعت امام مانتے ہیں۔ تو اس سے کیوں نہیں پوچھ لیتے۔ کہ وہ مسلم لیگ میں شامل ہوں یا کانگرس میں۔ اس پر

سوچنے اور غور کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ مضمون نگار صاحب کو اس بارہ میں کچھ غلط فہمی ہوئی ہے۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ شاید میرے منشاء کے بغیر مجلس شوریٰ میں یہ بحث ہو رہی ہے۔ حالانکہ یہ بحث میری پریذیڈنٹی اور میری صدارت میں۔ میرے کہنے اور میری اجازت سے ہوتی ہے۔ پھر انہیں دوسری غلطی یہ لگی ہے کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ جب کسی جماعت کا کوئی واجب الاطاعت امام ہو۔ تو اسے مشورہ لینے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ لاخلافۃ الا بالمشورۃ یعنے کوئی خلافت خلافت نہیں کہلا سکتی۔ جس میں لوگوں سے مشورہ نہ لیا جاتا ہو۔ بیشک خلیفہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مشورہ کو رد کر دے۔ مگر اسے یہ اختیار حاصل نہیں کہ وہ مشورہ لے ہی نہیں۔ مشورہ کے اصرف یہی معنے نہیں ہوتے کہ امام ان کی بات کو مان لے۔ بلکہ مشورہ سے قوم کی دماغی حالت ترقی کرتی ہے۔ آخر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر خدا تعالیٰ سے علم پانے والا اور کون ہوسکتا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ سے الہام پاتے تھے اور وحی الٰہی آپ کی راہنمائی فرماتی تھی۔ مگر اس کے باوجود آپ بھی مشورہ لیا کرتے تھے اب کیا اس بات پر تعجب کا اظہار کیا جاسکتا ہے مگر ایک رسول موجود ہے۔ اور وہ بھی ایسا رسول جو تمام رسولوں کا سردار ہے۔ اور

خدا تعالےٰ کا آخری ہدایت نامہ اسی کے ذریعہ دنیا تک پہنچا ہے۔ مگر پھر بھی وہ لوگوں سے مشورہ لیتا ہے۔ تاریخ میں ایسے کئی امور موجود ہیں۔ جن میں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ لیا

اور بعض دفعہ تو مشورہ کو آپ نے اتنی اہمیت دی۔ کہ اپنے منشاء کے خلاف اس پر عمل کیا۔ مثلاً جنگ احد سے پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھا۔ جس کے معنے آپ نے یہ سمجھے کہ اس موقعہ پر ہمیں باہر نکل کر دشمن کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ مدینہ میں ٹھہر کر مقابلہ کرنا چاہیئے آپ یہ رویا دیکھنے کے بعد باہر تشریف لائے اور صحابہ رضؓ سے فرمایا۔ کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے جس کا مفہوم میں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ ہمیں دشمن کا مقابلہ باہر نکل کر نہیں کرنا چاہیئے ورنہ ہمیں نقصان ہوگا۔ اس پر کئی جوشیلے نوجوان کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے یا رسول اللہ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ ہم تو کفر میں بھی کسی سے نہیں ڈرے۔ اب اسلام لانے کے بعد کس طرح ڈر سکتے ہیں۔ آپ مدینہ سے ہمیں باہر لے چلیں۔ ہم دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ غرض انہوں نے خوب زور سے تقریریں کیں۔ جب تقریریں ہو چکیں۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اندر گئے۔ اور جنگ کا لباس پہن کر باہر تشریف لے آئے۔ اتنے میں جو بڈھے اور سمجھدار لوگ تھے۔ انہوں نے نوجوانوں سے کہا۔ کہ نا سمجھو۔ تم نے یہ کیا حرکت کی۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ایک بات کہی تھی۔ اور اپنے ایک خواب کا ذکر کیا تھا۔ تو تمہیں جوش میں نہیں آنا چاہیئے تھا۔ اور مشورہ دیتے وقت سوچ لینا تھا۔ کہ کہیں وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منشاء کے خلاف تو نہیں۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا عندیہ قبل از وقت ظاہر کر دیا تھا۔ تو تمہیں ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرنا چاہیئے تھا۔ نہ یہ کہ جوش میں آ کر ایسی بات کہہ دیتے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے منشاء کے خلاف ہے۔ یہ بات ان کی سمجھ میں بھی آ گئی۔ مخلص تو وہ تھے ہی۔ صرف جوشِ محبت میں انہوں نے یہ کہہ دیا تھا۔ چنانچہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو سب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہم سے سخت غلطی ہوئی ہے۔ جو کچھ آپ نے فرمایا وہی درست ہے دشمن کا مقابلہ مدینہ سے باہر نکل کر نہیں بلکہ مدینہ میں رہتے ہوئے کرنا چاہیئے۔ اس پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب خدا کا رسول ہتھیار لگا لیا کرتا ہے۔ تو پھر وہ واپس نہیں لوٹتا۔ چنانچہ آپ باہر گئے۔ اور وہ نقصان جس کی رویا میں خبر دی گئی تھی۔ وقوع میں آ گیا۔ اب بتاؤ کیا میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ اپنی جماعت سے فرمانبرداری کی امید کر سکتا ہوں۔ کہ وہ تو اپنی جماعت سے مشورہ لے لیا کریں۔ اور میں مشورہ نہ لیا کروں۔ ہماری جماعت کی تو ساری عظمت ہے ہی اسی بات میں کہ وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضؓ کی نقل کرے۔ پس جب صحابہ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ معاملہ فرمایا۔ کہ ان سے کئی موقعوں پر مشورہ لیا۔ اور بعض دفعہ ان کا مشورہ اپنے منشاء کے خلاف ہونے کے باوجود قبول کر لیا۔ تو کیا وجہ ہے کہ میں اپنی جماعت سے مشورہ نہ لیا کروں حقیقت یہ ہے کہ اس کے بغیر

جماعتوں کے دماغ مُردہ

ہو جاتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ خدا نے نبوت کے وقت بھی مشورہ ضروری قرار دیا۔ اور خلافت کے وقت بھی مشورہ ضروری قرار دیا۔ اگر نبوت کے زمانہ میں لوگ اسی طرح کرتے چلے جائیں جس طرح نبی کہے۔ اور اس کی وفات کے بعد جس طرح خلیفہ کہے اسی طرح کرتے چلے جائیں۔ اور ذاتی غور اور فکر سے کام نہ لیں۔ تو ان کے دماغ تھوڑے ہی عرصہ میں بالکل بیکار ہو جائیں۔ اور ان کی ذہنی قوتوں کا نشوونما بالکل رک جائے۔ اسی لئے نبوت اور خلافت دونوں حالتوں میں مشورہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ہاں نبی اور خلیفہ کو خدا تعالےٰ نے یہ اختیار بھی دیا ہے۔ کہ جب وہ دیکھیں۔ کہ کوئی بات ایسی پیش کی جا رہی ہے۔ جو صریح طور پر دین کے خلاف ہے۔ تو اسے رد کر دیں اور ان مشوروں پر عمل کریں جو مفید ہوں۔ غرض ایک واجب الاطاعت امام اور خلیفہ مان لینے کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہوتا۔ کہ جماعت اہم امور کے متعلق مشورہ نہ کیا کرے۔ یا خلیفہ اہم امور میں ان سے مشورہ نہ لیا کرے۔ مشورہ ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اور اس سے قوم کے اندر تفقہ کا مادہ بڑھتا اور ذہنی قوتوں سے کام لینے اور سوچنے اور غور کرنے کی عادت پیدا ہونے کی وجہ سے اس کا دماغ ترقی کرتا ہے۔ اور

یہی فرق ہے ایک ڈکٹیٹر اور نبی میں

یا ڈکٹیٹر اور ایک خلیفہ میں۔ ڈکٹیٹر لوگوں کے ذہنوں کو مارنا چاہتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کے نبی اور اس کے خلفاء لوگوں کے ذہنوں کو تیز کرنا چاہتے ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ وہ حکم دے سکتے ہیں کہ ایسا کرو۔ اور ایسا نہ کرو وہ اسطرح حکم نہیں دیتے۔ بلکہ ان سے مشورہ لینے کے بعد کام کرتے ہیں۔ تاکہ ان کی دماغی قوتیں مُردہ نہ ہو جائیں۔ اور جماعت میں غور اور فکر کرنے کی عادت پیدا ہو چنانچہ اگر کسی وقت غلط مشورہ ان کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ تو خلفاء اپنی جماعت کے افراد کو سمجھاتے ہیں۔ کہ اس معاملہ میں تم نے فلاں غلطی کی ہے گویا یہ ایک مدرسہ ہے۔ جس میں روزانہ لوگوں کی تربیت ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور یہ اسلام کی برکات میں سے ایک بہت بڑی برکت ہے جو ہمیں حاصل ہے۔ ہماری جماعت چونکہ ایک غیر اسلامی گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ اور چھٹیاں گورنمنٹ کے اختیار میں ہیں۔ اس لئے ہم اپنی جماعت کے دوستوں کو مشورہ کے لئے سال میں صرف ایک دفعہ بلاتے ہیں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں سال میں صرف ایک مجلس شوریٰ کا انعقاد ہمارے لئے کافی نہیں ہو سکتا اگر ہر مہینے ہم ایک مجلس مشاورت منعقد کر سکیں۔ بلکہ ہر مہینے کیا۔ ہر پندرھویں دن ایک مجلس مشاورت منعقد کر سکیں۔ تو یقیناً ہمارے کام زیادہ اعلےٰ رنگ میں ہونے شروع ہو جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سال میں ایک دفعہ کا مشورہ ہمارے لئے کافی نہیں یہ تو مجبوری کی وجہ سے ہم سال میں ایک دفعہ مجلس مشاورت منعقد کرتے ہیں ورنہ اگر ہم

ہر مہینے یا ہر پندرھویں دن مجلس شوریٰ

منعقد کر سکیں۔ تو یقیناً ہمارے کام زیادہ اعلےٰ رنگ میں ہونے شروع ہو جائیں۔ اور ہماری جماعت کی دماغی تربیت بھی زیادہ اعلیٰ ہو جائے۔ پس دوسروں کو تو یہ شکوہ ہے کہ سال میں ایک دفعہ مشورہ کیوں لیا جاتا ہے اور ہمیں یہ افسوس ہے کہ سال میں بارہ یا چوبیس دفعہ اپنی جماعت سے کیوں مشورہ نہیں لیا جاتا۔

اسی طرح ایک اور غلطی بھی ان اخبار نویس صاحب کو لگی ہے مگر میں اس میں انہیں معذور خیال کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے اخبارات کی غلطی ہے کہ انہوں نے اس بات کو واضح نہیں کیا۔ انہوں نے یہ سمجھا ہے کہ ہماری جماعت آج کل یہ فیصلہ کر رہی ہے کہ جماعت احمدیہ من حیث الجماعت کانگریس میں شامل ہو یا من حیث الجماعت مسلم لیگ میں شامل ہو حالانکہ یہ کوئی سوال ہمارے زیر غور نہیں۔ انہوں نے اس بات پر عبرت اور تعجب کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کیا یہ ممکن ہے کہ جماعت احمدیہ کا خلیفہ گاندھی جی کی اتباع کرے گا؟ انہوں نے یہ بالکل سچ لکھا ہے اور واقعہ یہی ہے کہ

جماعت احمدیہ کا خلیفہ گاندھی جی کی کبھی اتباع نہیں کر سکتا

بلکہ دنیا نے اگر کبھی اتباع کی تو جماعت احمدیہ کے کسی خلیفہ کی اتباع کرے گی۔ پس ان کی یہ بات بالکل صحیح ہے گاندھی جی کی اتباع جماعت احمدیہ کا خلیفہ ہرگز نہیں کر سکتا اور اگر کبھی اتباع کریں گے تو دوسرے لوگ ہماری جماعت کے خلیفہ کی کریں گے۔ خلیفہ ان کی اتباع نہیں کرے گا۔ لیکن یہ تو سوال ہی

پیش نہیں کہ خیال کیا جا سکے۔ کہ اب جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو گاندھی جی کی اطاعت کرنی پڑے گی۔ ہماری جماعت کے سامنے ہرگز یہ سوال نہیں کہ وہ من حیث الجماعت کانگرس میں شامل ہو یا مسلم لیگ میں۔ اس بارہ میں انہیں غلط فہمی ہوتی ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ ہماری جماعت کے بعض دوست بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں حالانکہ ہمارے سامنے ہرگز یہ سوال نہیں کہ ہم کانگرس میں من حیث الجماعت شامل ہوں یا ہم مسلم لیگ میں من حیث الجماعت شامل ہوں۔ ہم ایک مذہبی جماعت ہیں اور سیاسی نقطہ نگاہ سے ہماری کسی خاص جماعت سے وابستگی نہیں ہو سکتی سوائے اس کے کہ کوئی جماعت ایسی ہو کہ جس کے مفاد اور جس کے اغراض اور مقاصد ہماری جماعت کے اغراض اور مقاصد کے خلاف نہ ہوں۔ ایسی حالت میں ہم بے شک کلی طور پر ایسی جماعت سے وابستہ ہو سکتے ہیں مگر پھر بھی من حیث الجماعت نہیں بلکہ ہم اپنی جماعت کے بعض افراد کو یہ اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ اگر چاہتے ہیں تو فلاں سیاسی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ ورنہ ہماری جماعت ایک مذہبی جماعت ہے اور یہ قطعی طور پر ناممکن ہے کہ بحیثیت جماعت ہم کانگرس یا مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں یہ سوال جو چند سالوں سے ہمارے سامنے ہے اس پر غور کرنے کی ہمیں اس لئے ضرورت پیش آئی کہ جماعت کے بعض نوجوانوں میں جو سیاست سے دلچسپی رکھتے ہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ انہیں کسی نہ کسی سیاسی جماعت کے کاموں میں حصہ لینا چاہیئے۔ بعض نے اپنے طور پر غور کر کے یہ نتیجہ نکالا کہ مسلم لیگ کی پالیسی اچھی ہے۔ اور بعض نے غور و فکر سے یہ نتیجہ نکالا کہ کانگرس زیادہ بہتر ہے مذہبی جماعت ہونے کے لحاظ سے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ

انفرادی حیثیت میں کانگرس میں شامل ہوں یا مسلم لیگ میں

شامل ہوں۔ لیکن ایک سوال تھا جو ہمارے سامنے تھا اور وہ یہ کہ آیا کانگرس اور مسلم لیگ میں کوئی ایسی بات تو نہیں جو مذہبی لحاظ سے ہمارے اصول کے خلاف ہو اور اگر ہو تو ہمارا حق ہے کہ ہم اپنی جماعت کے افراد کو ایسی جماعت میں شامل ہونے سے منع کر دیں اور کہہ دیں کہ وہ کانگرس یا مسلم لیگ میں شامل نہ ہوں کیونکہ اس کے فلاں اصول ہمارے فلاں مذہبی اصول کے خلاف ہیں پس یہ جو ہمارا حق ہے کہ ہم اپنی جماعت کے کسی فرد کو کسی ایسی سیاسی جماعت میں شامل نہ ہونے دیں۔ جس کے اصول ہمارے اصول سے ٹکراتے ہوں۔ اس حق سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کے لئے ہم نے یہ سوال اپنی مجلس شوریٰ میں پیش کر دیا تاکہ اس کے تمام پہلوؤں پر غور ہو جائے۔ اور ہم اپنی جماعت کے افراد کو بتا سکیں کہ فلاں جماعت میں شامل ہونے میں کوئی حرج نہیں اور فلاں جماعت میں شامل ہونے میں حرج ہے۔

مجھے یاد ہے مسٹر مانٹیگو وزیر ہند جب ہندوستان میں آئے تو اس وقت ایک بہت بڑے احمدی زمیندار ہماری جماعت کی طرف سے ایک وفد میں پیش ہوئے۔ اسی طرح زمینداروں نے بھی اپنا ایک وفد بھجوانے کی تجویز کی اور انہوں نے چاہا کہ وہ زمیندار احمدی بھی ان کے وفد میں شامل ہو جائیں انہوں نے چونکہ بعض فوجی خدمات کی ہوئی تھیں اس لئے زمیندار دوست چاہتے تھے کہ انہیں اپنے وفد میں شامل کریں۔ وہ تھے تو ان پڑھ مگر ان میں اخلاص بہت تھا۔ جب زمینداروں نے ان سے اپنے وفد میں شامل ہونے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ جب تک مجھے خلیفۃ المسیح اجازت نہ دیں۔ میں اس وفد میں شامل نہیں ہو سکتا چنانچہ زمینداروں کے وفد کے سیکرٹری جو آج کل پنجاب میں بہت بڑی حیثیت رکھتے ہیں (میں ان کا نام نہیں لیتا) میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ راجہ صاحب کو ہمارے وفد میں شامل ہونے کی اجازت دیں۔ میں نے کہا میں اجازت تو دے دوں مگر میں ڈرتا ہوں کہ ہماری جماعت کے میمورنڈم میں تو کچھ اور لکھا ہوا ہو اور آپ کے میمورنڈم میں کچھ اور لکھا ہوا ہو اور جب یہ دونوں طرف سے وفد میں پیش ہوں تو وزیر ہند کہیں کہ یہ عجیب آدمی ہیں کہ فلاں وفد میں بھی شامل ہو کر آگئے ہیں اور اس وفد میں بھی شریک ہو گئے ہیں پس میں نے کہا اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ وہ آپ کے وفد میں شریک ہوں تو آپ اپنا میمورنڈم مجھے دیں تاکہ میں دیکھ لوں کہ اس میں کوئی بات ہمارے میمورنڈم کے خلاف تو نہیں۔ چنانچہ انہوں نے مجھے میمورنڈم دیا اور میں نے پڑھنے کے بعد انہیں کہا کہ اس میں ایک دو باتیں ہمارے خلاف ہیں ان کو کاٹ دیں تو میں انہیں شامل ہونے کی اجازت دے سکتا ہوں انہوں نے ان باتوں کو کاٹ دیا اور میں نے انہیں شمولیت کی اجازت دیدی تو اگر

کسی پارٹی کی پالیسی ہماری جماعت کی پالیسی کے خلاف

ہو اور پھر بھی ہمارے آدمی اس میں شامل ہوں تو یہ بات عقل کے بالکل خلاف ہو گی مثلاً ایک طرف تو وہ جماعت احمدیہ میں داخل ہوں جس کا مقصد اور ہے اور دوسری طرف وہ ایک ایسی سیاسی جماعت میں شامل ہوں جس کا مقصد احمدیت سے ٹکراتا ہو تو ہر شخص انہیں احمق اور بیوقوف قرار دیگا۔ پس ان حالات میں ہمارے لئے ضروری تھا کہ ہم ایسا انتظام کرتے کہ ہمیں دونوں جماعتوں کی پالیسی کے متعلق صحیح علم حاصل ہو جاتا۔ اگر ہمیں یقین ہو جاتا کہ یہ دونوں جماعتیں اسلام اور احمدیت کے اصول کے خلاف نہیں تو ہم اپنی جماعت کے دوستوں سے کہہ سکتے تھے کہ وہ جس میں چاہیں شامل ہو جائیں۔ چاہیں تو مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں اور چاہیں تو کانگرس میں شامل ہو جائیں اور اگر ایک جماعت کے مقاصد ہمارے مطابق ہوتے اور دوسری کے نہ ہوتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ فلاں جماعت میں تو تمہیں شامل ہونے کی اجازت ہے مگر فلاں جماعت میں شامل ہونے کی اجازت نہیں کیونکہ اس کے مقاصد ہمارے مقاصد کے خلاف ہیں اور اگر دونوں جماعتوں کے مقاصد ہمارے خلاف ہوتے تو ہم دونوں میں شامل ہونے سے روک دیتے۔ بہرحال تین صورتیں ہمارے سامنے تھیں۔ یا تو ہم دونوں میں شامل ہونے کی اجازت دے دیتے اس صورت میں کہ دونوں کے مقاصد ہمارے مقاصد کے مطابق ہوتے۔ یا ہم دونوں میں شامل ہونے سے روک دیتے اس صورت میں کہ دونوں کے مقاصد ہمارے مقاصد کے خلاف ہوتے۔ اور یا ہم دونوں میں سے کسی ایک میں اپنی جماعت کے افراد کو شامل ہونے کی اجازت دیدیتے اس صورت میں کہ ایک کے مقاصد تو ہمارے خلاف ہوتے اور دوسری کے مقاصد ہمارے خلاف نہ ہوتے۔ اب ہم نے اس کے متعلق جو بہترین تجویز کی۔ وہ یہ ہے کہ ہم نے دو بڑے بڑے امور کے لئے ایک ایسا تھا۔ جو مسلم لیگ سے تعلق رکھتا تھا۔ اور ایک ایسا تھا۔ جو کانگرس سے تعلق رکھتا تھا۔

مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والا امر

یہ تھا۔ کہ پنجاب مسلم لیگ کی پارلیمنٹری کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ کوئی احمدی مسلم لیگ کی طرف سے ممبر نہیں بن سکتا اس کے ساتھ ہی ہر ممبر سے یہ اقرار لیا جاتا تھا۔ کہ وہ اسمبلی میں جا کر یہ تحریک کریگا۔ کہ احمدی لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ اور انہیں مسلمانوں سے الگ فرقہ سمجھا جائے۔ اب یہ بات بالکل ظاہر ہے۔ کہ اس قانون کی موجودگی میں کوئی احمدی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہو سکتا۔ جب مسلم لیگ کی طرف سے ہر ممبر سے یہ عہد لیا جاتا تھا۔ کہ وہ اسمبلی میں جا کر اس بات کا فیصلہ کرائیں۔ کہ احمدی مسلمان نہیں ہیں۔ تو کون بے غیرت احمدی ہوگا۔ جو ایسی پارٹی میں شریک ہو۔ اور کیا احمدی اسمبلی میں جا کر یہ کوشش کرے گا۔ کہ اپنے احمدیوں کو ہی مسلمانوں سے الگ قرار دے۔ دوسری طرف

کانگرس سے ہم نے سوال کیا

کہ تم ہمیں یہ تسلی دلا دو۔ کہ کانگرسی حکومت میں مذہب کی تبدیلی کی اجازت ہوگی۔

یعنی ایک ہندو کو یہ اجازت ہوگی کہ وہ اگر چاہے تو ہندو مذہب کو ترک کر کے مسلمان ہو جائے۔ ایک عیسائی کو یہ اجازت ہوگی۔ کہ وہ اگر چاہے تو عیسائی مذہب کو ترک کر کے مسلمان ہو جائے۔ اور ایک سکھ کو یہ اجازت ہوگی۔ کہ وہ اگر چاہے تو سکھ مذہب کو ترک کر کے مسلمان ہو جائے۔ غرض تبدیلیٔ مذہب پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوگی۔ ہم نے یہ دونوں سوال ان کے سامنے رکھ دیئے۔ مسلم لیگ کے سامنے بھی اور کانگرس کے سامنے بھی۔ ہماری غرض یہ تھی کہ اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ کانگرس مذہب میں دخل اندازی کرنا نہیں چاہتی۔ اور مسلم لیگ بھی ہمیں مسلم لیگ کے داخلہ کے حق کی حد تک ہمیں مسلمان سمجھتی ہے۔ تو ہم انفرادی رنگ میں اپنی جماعت کے دوستوں کو اجازت دے دیں کہ وہ اس شرط کے ماتحت کہ احمدی اصولوں کے خلاف نہ چلیں جس جماعت میں چاہیں شامل ہو جائیں۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کانگرس مذہب میں دخل اندازی کرنا چاہتی ہے۔ اور مسلم لیگ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتی۔ تو پھر دونوں میں شامل ہونے کی اجازت نہ دیں۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اس طرح

کانگرس اور مسلم لیگ دونوں کا پول

کھل جائے گا۔ ورنہ میں جانتا تھا کہ نہ کانگرس اس طرف آئے گی اور نہ مسلم لیگ سطرف آئیگی چنانچہ تین سال کانگرس سے خط و کتابت کرتے کرتے گذر گئے۔ مگر آج تک وہ یہ کہنے کے لئے تیار نہیں ہوئی کہ کانگرسی حکومت میں مذہب تبدیل کرنے کی اجازت ہوگی۔ وہ یہی کہے چلے جاتے ہیں کہ ہمارا فلاں ریزولیوشن دیکھ لو۔ ہم ان سے کہتے ہیں یہ ریزولیوشن تم نے بنایا ہے۔ اور تم ہی اس کے مطلب کو اچھی طرح جانتے ہو۔ پس تم ہمیں یہ بتاؤ کہ آیا اس ریزولیوشن کے یہی معنے ہیں کہ ہر شخص کو تبدیلیٔ مذہب کی اجازت ہوگی۔ مگر وہ کہتے ہیں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے خود ریزولیوشن پڑھکر نتیجہ نکال لو۔ اس کا مطلب کانگرس ہی بیان کر سکتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کانگرس کے ہم سیکرٹری نہیں بلکہ تم ہو پس تم کانگرس سے پوچھ کر ہی ہم کو بتا دو کہ اس ریزولیوشن کا کیا مفہوم ہے۔ اور آیا تبدیلیٔ مذہب کی اجازت اس میں آتی ہے یا نہیں ۔۔ نہ تو ریزولیوشن کا مفہوم بتاتے ہیں۔ نہ ہمارے سوال کا صحیح جواب دیتے ہیں۔ اور نہ کانگرس کے سامنے ہی یہ معاملہ پیش کرتے ہیں۔ یہی حال مسلم لیگ کا ہے۔ جب ان سے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ تمہاری ایک کمیٹی نے یہ قانون بنایا ہوا ہے اس کا کوئی علاج کرو تو کہتے ہیں۔ یہ قانون صرف پنجاب میں ہے اور کہیں نہیں۔ مگر جب ہم کہتے ہیں کہ اس قانون کی موجودگی میں ہمیں کسطرح اعتبار آسکتا ہے کہ آئندہ کوئی ایسا قانون دوسری مجالس نہیں بنائیں گی۔ صاف طور پر کیوں یہ اعلان نہیں کر دیتے۔ کہ جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے مسلم لیگ کے داخلہ کے لحاظ سے وہ مسلمان سمجھا جائیگا تو کہتے ہیں مصلحت نہیں کہ اس قسم کا اعلان کیا جائے۔ ہم کہتے ہیں اس مصلحت کے یہی معنے ہیں کہ جب کام کا موقع آئے تو ہم سے کام لیتے چلے جاؤ۔ اور جب حقوق کا سوال پیدا ہو تو کہہ دو کہ ہم تمہیں مسلمان نہیں سمجھتے غرض ان دونوں جماعتوں نے اپنے رویہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کی نیت نیک نہیں۔ کانگرس نے ہماری تین سال کی متواتر خط و کتابت کے بعد آج تک یہ تسلیم نہیں کیا۔ کہ تبلیغ کی اجازت کو وہ تسلیم کرتی ہے۔ اور تبدیلیٔ مذہب پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتی۔ درحقیقت وہ جانتے ہیں۔ کہ اگر تبلیغ کی اجازت ہوئی۔ تو ہندوؤں نے ہی مسلمان ہونا ہے۔ مسلمانوں نے ہندو نہیں ہونا۔ پس وہ تبدیلیٔ مذہب کی اجازت دیتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ لیکن بہرحال جب تک وہ اس کا کھلے بندوں اقرار نہیں کرتے۔ کہ تبدیلیٔ مذہب پر وہ کوئی پابندی عائد نہیں کرتے۔ اس وقت تک

کوئی احمدی کانگرس میں شامل نہیں ہوسکتا

اسی طرح جب تک مسلم لیگ کے ارکان صاف طور پر یہ اعلان نہیں کر دیتے کہ احمدیوں کو بھی وہ مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور اسی طرح ہر اس شخص کو جو مسلمان کہلاتا ہو۔ اغراض مسلم لیگ کے لئے وہ مسلمان قرار دیتے ہیں۔ اس وقت تک

کوئی احمدی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہوسکتا

وہ بہانہ بناتے ہیں اور کہتے ہیں۔ کہ اس قسم کا اعلان مصلحت کے خلاف ہے۔ حالانکہ مصلحت کے خلاف ہونے کے معنے یہی ہیں۔ کہ اگر انہوں نے ایسا اعلان کیا۔ تو کثرت سے مسلمان مخالف ہو جائیں گے۔ اور اگر مسلم لیگ کے اکابر کے نزدیک مسلمانوں کی کثرت نے ہماری مخالفت ہی کرنی ہے۔ تو ایسی جماعت میں شامل ہونے کی ہمیں دعوت دینا ان کے لئے جائز ہی کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور احمدیوں میں سے کسی کا اس میں داخل ہونا مناسب ہی کس طرح ہو سکتا ہے۔ حق یہ ہے کہ جب مسلمانوں کے متعلق اکابر مسلم لیگ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کی کثرت نے کل شور مچا دینا ہے۔ کہ احمدی مسلمان نہیں ان کو لیگ سے باہر نکال دیا جائے تو ان کی دیانتداری کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے۔ کہ وہ مسلمانوں کی کثرت سے فیصلہ کرائے بغیر احمدیوں کو مسلم لیگ میں شامل ہی نہ کریں۔

وہ یہ سب کچھ جاننے کے باوجود ہمیں لیگ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ جب وہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی اکثریت ہمارے مسلم لیگ میں شامل ہونے کو پسند نہیں کرتی اور جب وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے شامل ہونے سے ان میں فتنہ پڑ جائے گا تو آخر کیوں ہم کو مسلم لیگ میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ انکو چاہیئے کہ وہ یہ اعلان کر دیں کہ مسلم لیگ کے کارکن تو چاہتے ہیں کہ احمدی لیگ میں شامل ہو جائیں۔ اور مسلم لیگ کے کارکن احمدیوں کو سیاسی نقطہ نگاہ سے مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ مگر چونکہ دوسرے مسلمان احمدیوں کو مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور وہ ان کی مسلم لیگ میں شمولیت کو پسند نہیں کرتے۔ اس لئے کارکن بھی احمدیوں کو لیگ میں شامل نہیں کر سکتے۔

یہ دیانتداری نہیں

کہ دونوں نے ایسا رویہ اختیار کیا ہوا ہے۔ جو لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے والا ہے۔ چنانچہ کانگرس نے تو اپنے ایک ریزولیوشن کی پناہ لی ہوئی ہے۔ اور جب مذہبی آزادی کا سوال ان کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ تو کہہ دیا جاتا ہے کہ اس ریزولیوشن میں کانگرس کی پالیسی بیان ہو چکی ہے۔ اور جب ہم کہتے ہیں کہ اس ریزولیوشن کا مفہوم واضح کرو۔ تو کہہ دیتے ہیں کہ مفہوم خود سمجھتے رہو الفاظ آپ کے سامنے ہیں۔ اور مسلم لیگ کی یہ حالت ہے کہ وہ ہمیں مسلمان سمجھنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ بلکہ مسلم لیگ نے ہمیں یہانتک لکھا کہ آپ مسلمان کی تعریف مبہم ہی رہنے دیں تو زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں ہی مصلحت ہے۔ اس کے صاف معنے یہ ہیں کہ انہیں مسلمانوں کا خوف ہے۔ اور وہ ڈرتے ہیں۔ کہ اگر ہم نے احمدیوں کو بھی مسلمان قرار دے دیا تو فساد پیدا ہو جائے گا۔ اور جبکہ ان کے نزدیک احمدیوں کو مسلمان قرار دینے سے فساد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ تو آخر وجہ کیا ہے۔ کہ ہم مسلم لیگ میں شامل ہوں اور کیوں ہم آج ہی اس فساد کی فکر نہ کریں جس نے کل پیدا ہونا ہے۔ پس

ہماری غرض پوری ہو چکی ہے

ہم کانگرس سے بھی خط و کتابت کر چکے ہیں۔ اور مسلم لیگ سے بھی ہماری جماعت میں سے جو لوگ انفرادی طور پر کانگرس میں شامل ہونے کے خواہشمند تھے اُنہیں یہ معلوم ہو چکا ہے۔ کہ کانگرس مذہبی آزادی کی حامی نہیں۔ اور وہ تبدیلیٔ مذہب کو جائز نہیں سمجھتی اور اس بات کی موجودگی میں وہ کبھی کانگرس میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح مسلم لیگ میں شامل ہونے کے جو لوگ خواہشمند تھے انہیں یہ بات معلوم ہو چکی ہے۔ کہ مسلم لیگ ہمیں سیاسی طور پر بھی مسلمان سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔ پس جب تک مسلم لیگ اپنے اس قانون کو نہیں بدلتی۔ اور اغراض لیگ کے لحاظ سے ان تمام لوگوں کو مسلمان نہیں سمجھتی۔ جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس وقت تک احمدی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اور مسلم لیگ والوں کا یہ کوئی حق نہیں۔ کہ وہ اس قانون کی موجودگی میں ہمیں اپنے اندر شامل کرنے کی تحریک کریں۔

اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ملک کی رائے عامہ کو وہ قابو میں رکھ سکتے ہیں تو انہیں دلیری کے ساتھ اس امر کا اظہار کرنا چاہیئے کہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے اور قرآن کریم کو اپنی شرعی کتاب تسلیم کرتے ہیں۔ ان تمام کو مسلم لیگ۔ اپنے قواعد و ضوابط کے لحاظ سے مسلمان سمجھتی ہے اور ان کو اپنے اندر داخل کرنے کے لئے تیار ہے اور اگر مسلم لیگ کے ارکان یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ عوام الناس کو اپنے پیچھے نہیں چلا سکتے۔ تو دیانت یہ چاہتی ہے کہ وہ ایسا دعویٰ نہ کریں جس کو پورا کرنے کی ان میں طاقت نہ ہو۔

یہ بات میں نے کھول کر اس لئے بیان کر دی ہے کہ میں نے دیکھا ہے جماعت کے بعض دوست بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ گویا بحیثیت جماعت کانگرس یا مسلم لیگ میں شامل ہونے کا کوئی سوال ہمارے زیر غور ہے۔ حالانکہ بحیثیت جماعت کانگرس یا مسلم لیگ میں شامل ہونے کا کوئی سوال ہمارے زیر غور نہیں ہم ایک مذہبی جماعت ہیں سیاسی جماعت نہیں۔ پھر ہمارا پروگرام کانگرس یا مسلم لیگ کا پروگرام کس طرح ہو سکتا ہے۔ دنیا میں وہی جماعت کسی اور جماعت میں بحیثیت جماعت شریک ہو سکتی ہے۔ جس کا پروگرام کلی طور پر دوسری جماعت کے پروگرام کے مطابق ہو مگر ہمارے پروگرام اور کانگرس اور مسلم لیگ کے پروگرام میں تو زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ ہم تبلیغ کریں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام لوگوں تک پہنچائیں۔ قرآن کریم کے علوم سے لوگوں کو واقف کریں۔ مسلمانوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کریں اور اسلام اور احمدیت کی اشاعت کریں۔ یہ نہ کانگرس کا پروگرام ہے اور نہ مسلم لیگ کا پروگرام ہے۔ پھر بحیثیت جماعت ہم کس طرح کانگرس یا مسلم لیگ میں شامل ہو سکتے ہیں۔ میں نے جیسا کہ بتایا ہے صرف افراد کا سوال زیر غور ہے مگر اس کے متعلق بھی تین سال کی خط و کتابت کے بعد یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ کانگرس دنیا کو دھوکہ دے رہی ہے اور وہ مذہبی آزادی کی ہرگز قائل نہیں اسی طرح مسلم لیگ کے متعلق بھی یہ امر ظاہر ہو چکا ہے کہ اس کے کرتا دھرتاؤں میں یہ ہرگز ہمت نہیں کہ وہ عوام کی اصلاح کے لئے کوئی قدم اٹھا سکیں اور ان تمام لوگوں کو اغراض سیاست کے لئے مسلمان قرار دیں جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور شریعت اسلامیہ کو اپنے لئے واجب العمل قرار دیتے ہیں۔ ان کے جوابات ہمارے پاس موجود ہیں ان کو جب ہم نے شائع کیا تو دنیا کو پتہ لگ جائیگا کہ مسلم لیگ کے بعض ارکان صرف وقت کو ٹالنا چاہتے ہیں اور نہ صرف وقت کو ٹالنا چاہتے ہیں بلکہ دنیا کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ مسلم لیگ کے دفتر میں ایک ایسا عنصر موجود ہے جو بڑی بدتہذیب ہے

گزشتہ ہفتہ کے جماعت احمدیہ سے متعلق ضروری واقعات

(۱) گزشتہ ہفتہ کا اہم واقعہ مجلس مشاورت کا انعقاد ہے۔ جو ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳ اپریل کو منعقد ہوئی ۱۱۔ اپریل جمعہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو خطبہ پڑھا۔ اس میں موجودہ جنگ کی ہولناک تباہیوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ دعائیں کرنے کی تاکید فرمائی۔ کہ خدا تعالےٰ دنیا کو ان آفات و مصائب کے شدید نتائج سے بچائے بخصوصاً اسلام اور احمدیت کو محفوظ رکھے۔ نماز کے بعد تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ہال میں دعا کے ساتھ مجلس مشاورت کا پہلا اجلاس شروع ہوا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے افتتاحی تقریر فرمائی جس میں اس بات کا ذکر فرمایا کہ اب کے جماعتوں کے نمائندے منتخب کرنے کے متعلق حد بندی کر دی گئی ہے۔ اور جوں جوں جماعت ترقی کرتی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ پابندیاں اور بھی بڑھانی پڑیں گی۔ اور ایسا وقت آئے گا۔ جب جماعتوں کی بجائے اضلاع بلکہ صوبوں اور ملکوں سے نمائندے منتخب کرنے پڑیں گے۔ لیکن جب تک چھوٹی چھوٹی جماعتوں کو اپنے نمائندے بھیجنے کا حق حاصل ہے۔ اس وقت ایک انہیں اس حق سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اپنے نمائندے ضرور بھیجنے چاہئیں اس کے بعد حضور نے مجلس مشاورت کی اہمیت بیان فرمائی۔ اور پھر مختلف امور پر غور کرنے کے لئے سب کمیٹیاں مقرر فرمائیں۔ پہلے دن نمائندگان کی تعداد ۳۲۰ اور وزیٹرز کی ۳۵۵ شمار کی گئی۔ ۱۲ و ۱۳ اپریل کو سب کمیٹیوں کی رپورٹوں پر غور کیا گیا جن معاملات پر رائیں شمار کی گئیں۔ ان کے متعلق حضور نے کثرت آراء کے حق میں فیصلے صادر فرمائے۔ ۱۲ کی رات کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے حسب معمول تمام نمائندوں اور مہمانوں کو اپنی طرف سے دعوت طعام دی۔ ۱۳ اپریل مجلس مشاورت کے اختتام پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے جو تقریر فرمائی۔ اس میں دیگر نصائح کے علاوہ حضور نے جنگ میں شریک ہونے والوں کے آرام کے لئے چندہ کی تحریکوں میں شمولیت کا ارشاد فرمایا۔ نیز جرمنی کے غلبہ اور رعب کے قصوں کی اشاعت میں حصہ لینے سے منع کیا۔

(۲) ان ایام کا ایک اور خاص واقعہ یہ ہے۔ کہ ۱۴ اپریل کو ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب بہادر آف پٹیالہ معہ مختصر عملہ حضوری اپنے دوست آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ملاقات کے لئے قادیان تشریف لائے۔ اور جناب چودھری صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ ۱۵ کو جماعت احمدیہ کے مرکزی دفاتر کا معائنہ فرمایا۔ اور پھر لاہور تشریف لے گئے۔

(۳) گزشتہ ہفتہ کی ایک خوش کن خبر یہ ہے۔ کہ ۱۲ ماہ شہادت (اپریل) کو حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے صاحبزادہ خان مسعود احمد خان صاحب کے ہاں سیدہ طیبہ مسعود بیگم صاحبہ بنت حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا۔ اس خوشی میں مرکزی دفاتر اور سکولوں میں تعطیل کی گئی۔ اور ۱۸ ماہ شہادت (اپریل) کو حضرت نواب صاحب کی طرف سے عقیقہ کی تقریب پر شاندار دعوت طعام دی گئی۔ جس میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ حضرت مرزا شریف احمد صاحب۔ آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ نواب محمد دین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب اور دیگر بہت سے بزرگان سلسلہ شریک ہوئے نیز نو مسلم خاکروبوں کی ایک خاصی تعداد کو بھی مدعو کیا گیا۔ جو بغیر کسی قسم کی ذرہ بھر تفریق کے مساوی حیثیت سے شریک دعوت ہوئے۔ دعوت کا انتظام حضرت میر محمد اسحٰق صاحب کے تجربہ کار ہاتھوں میں تھا جو بہت اچھا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے تمام مجمع سمیت دعا فرمائی

(۴) گزشتہ ہفتہ میں مختلف مقامات میں منعقد ہونے والے سیرت النبی صلعم کے جلسوں کی رپورٹیں خلاصتاً الفضل میں شائع ہوتی رہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے اس دفعہ بھی یہ جلسے بہت کامیاب رہے (۵) الفضل کے نامہ نگار متعینہ ٹانگا نیکا مشرقی افریقہ نے اطلاع دی ہے کہ آنریبل سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے پچھلے دنوں سنٹرل اسمبلی میں جو تقریر فرمائی تھی۔ اور جو الفضل میں بھی باقاعدہ شائع کی گئی تھی۔ ٹانگا نیکا گورنمنٹ کے انفرمیشن افسر نے اس کا ایک دلکش خلاصہ بصورت ہینڈ بل شائع کر کے پبلک میں تقسیم کرایا ہے۔ اور تعلیم یافتہ طبقہ پر اس کا بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ (۶) آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب جو ۱۰ ماہ شہادت کو تشریف لائے تھے ۲۰ کو واپس تشریف لے گئے (۷) مرکزی مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا جو امتحان ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ۲۰ ماہ شہادت کو "فتح اسلام" کا تحریری امتحان ہوا جس میں ۷۸ مرد اور ۴ خواتین شریک ہوئیں۔ (۸) روزنامہ الفضل میں (۱) تھوڑے سرمایہ سے تجارتی کاروبار کرنے

ہفتۂ جنگ کے اہم حالات

اس وقت لڑائی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ یعنی برطانیہ کی لڑائی جس میں بحیرۂ اٹلانٹک کی لڑائی بھی شامل ہے۔ (۲) شمالی افریقہ کی لڑائی۔ اور (۳) بلقان کی لڑائی۔ ان میں سے جنگِ بلقان زیادہ اہم ہے۔ اور اس وقت سب دنیا کی آنکھیں اس پر لگی ہوئی ہیں۔ یہاں حالات نازک ہیں۔ اور فی الحال دشمن کا پلہ بھاری نظر آتا ہے۔ سرینیکا میں جرمن دستوں کے ٹینکوں کے ساتھ آگے بڑھ آنے پر خطرہ بہت بڑھ گیا تھا۔ مگر اب اُن کی پیشقدمی کو روک دیا گیا ہے۔ مصر کی سرحد سے جرمن صرف ایک میل آگے بڑھنے پائے ہیں حالانکہ گذشتہ موسم گرما میں مارشل گریزیانی کی فوج جس کا انگریزی فوجوں نے اب بالکل خاتمہ کر دیا ہے اس سے بہت آگے بڑھ گئی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جرمن فوجیں اندھا دھند آگے بڑھ آنے کے بعد اب تھک گئی ہیں۔ برطانی فوجیں خشکی پر اور ہوا میں ان کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ بحری بیڑہ بھی شدید گولہ باری کر کے جرمن فوج کو سخت نقصان پہنچا رہا ہے۔ طبروق کی قلعہ بند بندرگاہ بدستور برطانی قبضہ میں ہے جرمنی نے اس پر کئی بار شدت کے ساتھ حملے کئے۔ مگر ہر بار انہیں پسپا کر دیا گیا۔ اور کئی بار برطانوی فوجوں نے جرمنوں پر حملے کر کے سخت نقصان پہنچایا۔ اس علاقہ کی بعض اور اہم جگہوں پر بھی برطانیہ کا ہی قبضہ ہے۔ اس ہفتہ کے آغاز ہی میں جرمنی اور اٹلی یہ محسوس کر چکے ہیں۔ کہ اس علاقہ میں سامان اور کمک کا پہنچانا آسان نہیں۔ بلقان میں تو وہ نہایت آسانی سے کمک اور سامان پہنچا دیتے ہیں۔ کیونکہ راستہ خشکی کا ہے۔ مگر یہاں سمندر کو گذر کر آنا پڑتا ہے۔ اس ہفتہ میں دشمن کے آٹھ جہاز جن میں تین جنگی جہاز تھے لیبیا پہنچنے کی کوشش کرتے ہوئے ڈبو دیئے گئے ہیں۔ ایبے سینیا میں دشمن کی طاقت اب قریباً ختم ہے۔ اور عنقریب وہاں وہ ہتھیار ڈال دیگا۔

برطانیہ میں اس ہفتہ زیادہ کی شب، جرمن طیاروں نے لنڈن۔ پورٹ سمتھ اور بعض دوسری جگہوں پر شدید ہوائی حملے گئے۔ اور اندھا دھند بم برسائے یہ حملہ اتنا سخت تھا۔ کہ اس سے قبل ایسا نہ ہوا تھا۔ برطانی لوگوں کو مرعوب کرنے کیلئے نازی پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ کہ پانچ روز قبل برلن پر برطانی طیاروں نے جو حملہ کیا تھا یہ اس کا جواب تھا مگر اس کے بعد برطانی طیاروں نے پھر برلن پر بم باری کر کے اس حملہ کا بدلہ لے لیا۔ اس میں جو بم برسائے گئے۔ وہ پہلے بموں سے پانچ گنا زیادہ خطرناک تھے۔ اس کے علاوہ جرمنی کی شمال مشرقی بندرگاہوں پر بھی حملے کئے گئے۔ جنوبی یوگوسلادیہ میں چھوٹی سی فوج نے جرمنی کے ٹڈی دل کا جان توڑ مقابلہ کیا۔ اگرچہ دشمن کے دس ٹینکوں کے مقابلہ میں ان کے پاس صرف ایک ٹینک تھا۔ اور گوئرنگ کی بے پناہ ہوائی طاقت کے مقابلہ میں ان کے پاس صرف پانچسو ہوائی جہاز تھے۔ مگر پھر بھی وہ آخر دم تک لڑتے رہے۔ اور دشمن کے دو سو ٹینک اور تین سو ہوائی جہاز برباد کر دئے بلغاریہ میں جرمنی کے ہوائی اڈوں کو بھی نقصان پہنچایا گیا۔ اب یوگوسلادیہ نے مقابلہ ترک کر دیا ہے۔ لیکن بے قاعدہ جنگ جاری ہے۔ شاہ پیٹر اور اس کے وزراء یونان کے دارالحکومت ایتھنز پہنچ چکے ہیں۔ وہ ریاست کے سوا لاکھ ٹن وزنی جہاز جو امریکہ کی بندرگاہوں میں تھے وہ برطانیہ کے حوالے کئے جا رہے ہیں۔ تا مشترکہ غرض کے لئے استعمال کئے جاسکیں۔ افسوس ہے۔ کہ جنگ سے قبل پرنس پال نے برطانی جنگی افسروں کو اپنے ملک کے جنگی افسروں سے بات چیت کا موقعہ نہ دیا۔ ورنہ ممکن تھا۔ کہ حالات کچھ اور ہوتے یونان کے جنوبی علاقہ میں انگریزی اور یونانی فوجیں اپنے مورچوں پر ڈٹی ہوئی ہیں۔ اور لڑائی بہت سخت ہو رہی ہے۔ یہ محاذ ہمارا سے لے کر اولمپس پہاڑ تک پھیلا ہوا ہے۔ جرمن ٹینک اور موٹر سائیکل دستوں کو نقصان کی پروا کئے بغیر برباد کرا رہے ہیں۔ یوگوسلادیہ کی بچی کھچی فوجیں بھی سرحد کو پار کر کے اتحادی فوجوں سے آملی ہیں اور کامیابی سے دشمن کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ اسوقت جرمنوں کی طاقت کو کم کر کے دکھانا عقلمندی نہیں۔ ان کو ایک بہت بڑی سہولت یہ ہے۔ کہ ان کیلئے کمک اور رسد کیلئے خشکی کے رستے کھلے ہیں۔ لیکن برطانیہ کو اپنے ملک سے یا شمالی افریقہ سے سامان اور کمک سمندر کے رستہ لانی پڑتی ہے گذشتہ ہفتہ میں مشرق وسطیٰ کے حالات میں ایک اہم تبدیلی یہ ہوئی ہے۔ کہ عراق اور برطانیہ کے معاہدہ کے مطابق برطانی اور ہندوستانی فوجیں عراق میں داخل ہو گئی ہیں۔ تا کمک اور رسد کے راستے کھلے رکھے جاسکیں۔ اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ مصر کی انگریزی فوجوں کو تیل مہیا کرنے کیلئے گویا ایک اور رستہ مل گیا ہے۔ نیز اب عراق سے سامان جنگ سید ھا ترکی پہنچایا جاسکتا ہے۔ نیز ترکی کی مشرقی سرحد پر جاسوسوں کا خطرہ دور ہو جائیگا۔ اور اگر موقعہ آیا تو ترکی اس طرف سے بے فکر ہو کر دشمن کا مقابلہ کر سکے گا۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ایتھنز ۲۰ اپریل۔ یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ یونان کے وزیر اعظم نے خودکشی سے جان دی ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ موجودہ تشویشناک حالات میں وہ اپنے اوپر ذمہ داری کا بہت بوجھ محسوس کرتے تھے۔

لنڈن ۲۰ اپریل کل رات برطانیہ پر جو حملہ ہوا۔ وہ بھی سخت تھا متعدد پبلک عمارتوں کے علاوہ چار ہسپتال اور دو گرجے بھی برباد ہو گئے جرمن جہازوں نے قطار در قطار حملے کئے اہل لنڈن پناہ گاہوں میں نہ گئے بلکہ اکثر مرد عورتیں اور بچے پانی کی بالٹیاں اور بیلچے لے کر گھروں سے نکل آئے۔ اور آگ بجھانے و لوگوں کو ملبہ سے نکالنے لگے۔ پارلیمنٹ کی عمارتوں کو بھی نقصان پہنچا۔

لنڈن ۲۰ اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ ہٹلر نے مشرقی اور شمالی یونان کا علاقہ بلغاریہ کو اس کی امداد کے عوض دے دیا ہے۔ اس طرح بلغاریہ کو بحیرہ ایجین تک ایک سو مربع میل ساحلی علاقہ مل گیا ہے۔

میڈرڈ ۲۰ اپریل۔ جنرل فرینکو نے ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ امن لڑائی کی تیاری کا نام ہے۔ جو قوم اس بات کو بھولتی ہے۔ وہ تباہ ہو جاتی ہے۔

لنڈن ۲۱ اپریل بحری وزارت کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ لیبیا کو تیل لے جانے والے دشمن کے ایک جہاز کو ایک برطانی آبدوز نے غرق کر دیا۔ انگریزی طیاروں نے مشرقی جرمنی کے فوجی ٹھکانوں اور بندرگاہوں پر حملے کئے۔ ابھی پورا حال نہیں بتایا گیا۔ لیکن جرمن نیوز ایجنسی نے مان لیا ہے کہ اس حملہ میں بہت سے بھاری اور آتش افروز بم گرائے گئے۔ برطانیہ پر کوئی بڑا حملہ نہیں ہوا۔ مشرقی اور جنوب مغربی علاقہ پر کچھ بم گرائے گئے مگر زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ برطانیہ کے ایک سرگرمی صادر کرنے والے جہاز نے دشمن کے دو ہوائی جہاز مار گرائے۔ جنہوں نے اس پر حملہ کیا تھا

ایتھنز ۲۱ اپریل یونان کے ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ یونان میں ابھی انگریزی اور یونانی مورچے سلامت ہیں۔ جرمن بڑی سرگرمی سے حملے کر رہے ہیں۔ مگر کسی جگہ بھی کامیاب نہیں ہو سکے۔ یوگوسلاوی سپاہی ابھی جرمنوں کو برابر پریشان کر رہے ہیں۔ آٹھ ہزار سپاہی یونانی فوجوں سے ملنے کے لئے آگے بڑھ رہے ہیں۔ الگ الگ حصوں میں بٹنے سے قبل انہوں نے ۱۸۲ جرمن ٹینک برباد اور ۱۴ خراب کر دیئے تھے۔ ۹½ ہزار جرمن ہلاک اور بیس ہزار زخمی کئے۔ یوگوسلاویہ میں جرمن فوج بڑھا دی گئی ہے

قاہرہ ۲۱ اپریل شمالی افریقہ میں جرمن حملے کامیاب نہیں ہو سکے۔ ۳۳ جرمن ٹینک اور ۲۷ ہوائی جہاز برباد کر دیئے گئے ہیں۔ پندرہ سو جرمن اور اطالوی قیدی بنائے جا چکے ہیں۔

واشنگٹن ۲۱ اپریل کل مسٹر روز ویلٹ سے کینیڈا کے وزیر اعظم نے جو بات چیت کی۔ اس کے متعلق انہوں نے ایک بیان میں بتایا ہے۔ کہ دونو نے اس اصول کو تسلیم کر لیا ہے کہ برطانیہ کی امداد کے لئے شمالی امریکہ کے ذرائع کو یکجا طور پر استعمال کیا جائے اور امریکہ کینیڈا کو جنگی سامان بنانے کے لئے جو اشیاء مہیا کرے۔ وہ برطانیہ کے حساب میں ادھار اور پٹہ کے قانون کے مطابق شمار ہونگی۔

بمبئی ۲۱ اپریل کل رات یہاں فساد ہو گیا تھا۔ فساد زدہ رقبہ میں پانچ آدمیوں کا اجتماع ممنوع قرار دیدیا گیا ہے اور ساڑھے دس سے ۵½ بجے تک کرفیو آرڈر نافذ ہو گیا ہے احمد آباد میں اب امن و امان ہے۔

لنڈن ۲۱ اپریل یونان کے مورچہ سے آج کوئی خاص خبر تو نہیں آئی۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ برطانی ہوائی جہاز دشمن کی رسد کی لاریوں پر حملے کر رہے ہیں۔ روم ریڈیو نے مان لیا ہے۔ کہ مانٹی نیگرو میں ابھی جرمنوں کا مقابلہ کیا جا رہا ہے اور یوگوسلاوی سپاہیوں نے بارودی سرنگوں سے دشمن کو بہت نقصان پہنچایا

ایتھنز ۲۱ اپریل یوگوسلاویہ کے شاہ پیٹر معہ اپنے وزراء کے یہاں پہنچ گئے ہیں۔

دہلی ۲۱ اپریل حکومت ہند نے ڈیفنس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت یوگوسلاویہ کو دشمن ملک قرار دیا ہے

قاہرہ ۲۱ اپریل مشرقی افریقہ سے شمالی افریقہ کی برطانی فوجوں کو ہوائی جہازوں سے برابر مدد پہنچ رہی ہے دشمن اب ان رستوں پر بھی حملوں کی کوشش کر رہا ہے۔ طبرق میں کچھ ہندوستانی سپاہی بھی ہیں۔ جو بچاؤ میں بڑا حصہ لے رہے ہیں۔ ایک خبر ہے۔ کہ جرمن ٹینکوں سے اطالویوں پر گولیاں برسائی گئیں ابھی اس کی تصدیق نہیں ہوئی۔

لنڈن ۲۱ اپریل برطانی طیاروں نے کل رات کولون۔ برسیٹ اور راٹرڈم میں بھی حملے کئے۔ اور بہت نقصان پہنچایا۔ ہالینڈ کے ساحل کے پاس دن کے وقت حملہ کر کے تین ہزار ٹن کا ایک جرمن جہاز ڈبو دیا۔ یہ سمندری رستہ جرمن جہازوں کے لئے خطرناک ہے۔ اور اس رستہ سے رسد بھیجنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ بلقانی جنگ کی وجہ سے جرمنی کی ریلوں پر بہت بوجھ پڑ رہا ہے

لنڈن ۲۱ اپریل۔ برطانیہ میں اب تک صرف ہوامار توپوں کے ذریعہ جرمنی کے ایک ہزار ہوائی جہاز گرائے جا چکے ہیں۔ جن کو نقصان پہنچایا گیا وہ اس سے علاوہ ہیں۔

القرہ ۲۱ اپریل عراق میں برطانی فوجوں کے داخلہ سے ترکی پر بہت اچھا اثر پڑا ہے۔ جرمن سفیر کو یہ خبر سن کر بڑا اچنبھا ہوا۔ عراق بہت اہم ملک ہے جہاں تیل کے کنوئیں ہیں۔ اور شام و ترکی کو سڑکیں جاتی ہیں۔ اگر جرمنی ترکی پر حملہ کر دے۔ تو اس رستہ سے ترکی کو کمک پہنچائی جا سکتی ہے۔

لنڈن ۲۱ اپریل نازی رومانیہ پر اور دباؤ ڈال رہے ہیں۔ کہ اپنی فوج توڑ دے۔ ڈاک۔ تار۔ اور ریلوے نازی قبضہ میں دیدے۔ اگر جنرل انٹانسکو اس بات پر آمادہ نہ ہوا۔ تو آئرن گارڈ پارٹی کے لیڈر سے کام لیا جائے گا۔ ہنگری سے کہا گیا ہے کہ رومانیہ کے خلاف افواہیں پھیلائے۔

لنڈن ۲۱ اپریل آزاد فرانسیسی کے اخبار بھی اب لکھنے لگے ہیں۔ کہ نازی نہ صرف فرانس میں پیدا شدہ اشیاء خورد و نوش پر بلکہ باہر سے آئی ہوئی چیزوں پر بھی قبضہ کر لیتے ہیں۔ وہاں چھ ہزار آدمیوں کا چالان اس بنا پر کیا گیا ہے کہ ان کے مکانوں پر ایسے اشتہار لگے تھے۔ جن میں جرمنوں کو برا بھلا کہا گیا ہے۔

بمبئی ۲۱ اپریل۔ آج میئر نے کارپوریشن کے سامنے بیان کیا۔ کہ شہر میں حالات پر قابو پا لیا گیا ہے امن بحال ہو گیا ہے۔ فسادات میں صرف تیرہ آدمی زخمی ہوئے ہیں۔

احمد آباد ۲۱ اپریل آج یہاں پھر جھگڑے ہونے لگے۔ دو آدمی مارے گئے

کلکتہ ۲۱ اپریل۔ بنگال کے وزیر اعظم نے آج ایک بیان میں کہا ہے۔ کہ ڈھاکہ میں امن قائم ہو چکا ہے میں نے دیہات کا بھی دورہ کیا۔ وہاں بھی اب امن و امان ہے۔ آپ نے کلکتہ کے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہاں کوئی جھگڑا نہ ہونے دیں۔

دہلی ۲۱ اپریل ایک سرکاری اعلان کے ذریعہ حکومت ہند نے ان افواہوں کی تردید کی ہے کہ ویلور جیل میں تحریک خاکسار کے بانی علامہ مشرقی کی صحت خراب ہے۔